اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر۔ غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN.

جلد ۲۳	مورخہ یکم ذوالحجہ ۱۳۵۴ھ	یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء	نمبر ۱۹۸

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی سفر سندھ سے واپس تشریف آوری

قادیان ۲۳- فروری- خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کل رات کی گاڑی سے جو۔ ا بجے قادیان پہنچی معہ ہمراہی اصحاب بخیر و عافیت تشریف لائے۔ پلیٹ فارم پر جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب مقامی امیر معہ چند اور اصحاب کے حضور کے استقبال کیلئے موجود تھے۔ گاڑی کے پہونچنے پر اللہ اکبر اور حضرت امیر المومنین زندہ باد کے نعرے لگائے گئے۔ اور خانصاحب نے گاڑی کے کمرہ میں داخل ہو کر حضورؑ سے مصافحہ کیا۔ اور حضورؑ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ نیز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے گلے میں بھی ہار ڈالے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے گاڑی سے اتر کر ان اصحاب سے مصافحہ فرمایا۔ جو مقامی امیر صاحب کی اجازت سے پلیٹ فارم پر حاضر تھے۔ اور پھر سٹیشن سے باہر تشریف لا کر موٹر پر سوار ہوئے۔ اگرچہ رات کا وقت تھا۔ اور مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے تاریکی بہت زیادہ تھی۔ اور تیز ٹھنڈی ہوا بھی چل رہی تھی۔ لیکن باوجود اس کے احمدیہ کور کے دستوں کے علاوہ دوسرے احباب بھی بہت بڑی تعداد میں ایک انتظام کے ماتحت ایک قطار میں کھڑے تھے۔ اور یہ قطار سٹیشن سے لے کر مسجد مبارک کے چوک تک چلی گئی تھی۔ روشنی کا اچھا انتظام تھا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی موٹر گزرتے وقت احباب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ عرض کرتے اور حضور جواب دیتے جاتے تھے۔ احمدیہ چوک میں پہنچکر حضور موٹر سے اترے اور گھر تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر نیشنل لیگ کور کی طرف سے پہرہ کا انتظام نہایت عمدہ تھا۔ آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو نزلہ اور سر درد کی شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے سفر سندھ کی آخری رپورٹ

کراچی سے لاڑکانہ تک کا سفر

نامہ نگار "الفضل" کا تار

سکھر ۲۱- فروری- ۱۸- فروری کی صبح کا وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے بعض موزوں قطعات زمین منتخب کرنے میں صرف فرمایا۔ اور جزیرہ منوڑا میں بھی تشریف لے گئے۔ جہاں سمندر کی ہوا کھائی۔ وہاں بہت سے غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب نے حضور سے ملاقاتیں کیں۔ حضور بعد دوپہر منگوپیر کے چشمے دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد کلفٹن کے مقام سے سمندر کا منظر دیکھا۔ بدھ کی صبح کو حضور مناظر دیکھنے کے لئے ملیر تشریف لے گئے۔ راستہ میں حضور نے ڈرگ روڈ پر ہوائی مستقر کا بھی ملاحظہ فرمایا۔ اسی روز شام کو مسٹر طیب جی صاحب بیرسٹر نے جو سر اکبر حیدری کے داماد ہیں۔ حضور کے اعزاز میں اپنے مکان پر دعوت چائے دی اور بہت سے مقامی معززین کو بھی مدعو کیا۔ میزبان کی درخواست پر حضور نے ایک نہایت مؤثر تقریر فرمائی جس میں آپ نے اس بات پر زور دیا۔ کہ ہمیں چاہیئے۔ ہم ان صفات الٰہیہ کا جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں مطالعہ کریں۔ اور ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ شام کو حضور نے احمدی اور غیر احمدی خواتین کے ایک مجمع میں تقریر فرمائی۔ جس میں نمازوں میں باقاعدگی پیدا کرنے-

دوسرے مذہبی فرائض کو کماحقہٗ بجالانے اور بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دینے پر زور دیا۔ سات مستورات نے بیعت کی :

جمعرات کی صبح حضور مع خدام کراچی سے لاڑکانہ کے لئے روانہ ہوئے۔ دوپہر کو ٹرین کوٹری پہونچی۔ جہاں خان صاحب نعمت اللہ خاں صاحب نے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ جو ٹرین میں پیش کیا گیا۔ سیوہن سٹیشن پر ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اخوند نے چائے اور مٹھائی پیش کی۔ کوٹری اور باڈہ سٹیشن کے درمیان متعدد سٹیشنوں پر مقامی اور گردو نواح کے دیہات کے احباب حضور کی زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔

۷ بجے شام حضور باڈہ گاڑی سے اترے۔ جہاں تین سو کے قریب احمدی و غیر احمدی احباب نے حضور کا استقبال کیا۔ مقامی جماعت نے ایڈریس پیش کیا۔ جس کا حضور نے جواب دیا۔ اور سندھ کے احمدی طلبا کو تعلیمی امداد دینے کا وعدہ فرمایا۔ حضور نے حاضرین کو اس بات کی تلقین کی۔ کہ وہ احمدیت کا ایک بلند پایہ نمونہ بنیں۔ تاکہ اردگرد کے غیر احمدی لوگ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم قبول کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ باڈہ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے سندھی احمدیوں کی ایک بہت بڑی تعداد آباد ہے :

باڈہ سے ۹ بجے شب کار پر حضور لاڑکانہ پہونچے۔ جہاں خان صاحب نیاز محمد خان صاحب ہوم انسپکٹر پولیس کے زیر اہتمام مقامی معززین نے جن میں خان بہادر محمد ایوب خان صاحب کھوڑو ایم۔ ایل۔ سی۔ مسٹر غلام عباس صاحب قادری ایڈیٹر التحقیقات۔ مسٹر عبدالوحید خان صاحب سٹیشن ماسٹر۔ مسٹر اللہ بخش خان صاحب انسپکٹر پولیس۔ مسٹر ایم۔ آئی اوبل پرنسپل سندھ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضور کا استقبال کیا۔ ان میں سے بعض اصحاب نے اس دعوت میں جو خان صاحب نیاز محمد صاحب کی طرف سے حضور کے اعزاز میں دی گئی۔ شرکت کی نماز جمعہ کے بعد حضور لاڑکانہ سے روانہ ہوئے۔ متعدد مقامی معززین جمعہ کی صبح کو حضور کی زیارت کے لئے آئے

گذشتہ تین چار روز سے شدت کام اور متواتر سفر کے باعث حضور کی طبیعت ناساز ہے :

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ منٹگمری سٹیشن پر

۲۲ فروری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی گاڑی ۵۵ - ۱۰ پر منٹگمری پہونچی۔ مقامی جماعت کے علاوہ پاک پٹن وغیرہ کے دوست بھی حضور کے استقبال کے واسطے موجود تھے۔ حضور کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ حضور نے تمام احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ اور دعا فرمائی :

بندہ عصمت اللہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ امرتسر کے سٹیشن پر

امرتسر ۲۳ فروری۔ کل بروز ہفتہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سفر سندھ سے واپس تشریف لائے۔ گاڑی امرتسر سٹیشن پر ۶ بجکر ۵۰ منٹ پر پہونچی۔ مقامی جماعت کے احباب بتعداد کثیر پلیٹ فارم پر مؤدبانہ صف بستہ کھڑے تھے۔ حضور نے ازراہ خدام نوازی پلیٹ فارم پر اتر کر اپنے غلاموں کو شرف مصافحہ بخشا۔ سب دوست اپنی اپنی جگہ اطمینان اور محبت سے لبریز جذبات کے ساتھ کھڑے تھے۔ حضور نے سب صفوں میں باری باری تشریف لے جاکر ہر ایک دوست سے مصافحہ فرمایا۔ ملاقات اور مصافحہ کے بعد ایک صاحب کو ان کی درخواست پر بیعت کا موقعہ دیا۔ بیعت کرنے والے صاحب کا نام فقیر محمد خاں صاحب ولد فضل احمد خاں صاحب ہے۔ مقامی جماعت نے حضور اور خدام حضور کے لئے کھانے کا انتظام کیا تھا۔ جو گاڑی میں رکھوا دیا گیا۔ حضور کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ حضور نے جماعت کو مسجد اور احمدیہ ہال کی تعمیر کی طرف توجہ دلائی۔ ۷ بجکر ۱۰ منٹ پر گاڑی قادیان کی طرف روانہ ہوئی۔ حاضرین نے اللہ اکبر اسلام زندہ باد۔ امیر المومنین زندہ باد کے نعرے لگائے گئے

(نامہ نگار)

جناب چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی طرف سے شکریۂ احباب

عزیز اسداللہ خان کے واقعہ کے متعلق احباب کی طرف سے مجھے کثرت سے خطوط آرہے ہیں۔ میں بوجہ اسمبلی کے اجلاس کے ان دنوں حد درجہ مصروف ہوں۔ حتیٰ کہ عام خط و کتابت اور ملاقاتوں کے لئے بھی وقت میسر نہیں آتا۔ اس لئے تمام احباب کی خدمت میں فرداً فرداً جواب لکھنے سے قاصر ہوں۔ میں احباب کی ہمدردی اور دعاؤں کا تہِ دل سے شاکر ہوں۔ امید ہے۔ کہ وہ میری معذوری کو قبول فرمائیں گے۔ اور میرے لئے دعا فرماتے رہیں گے : والسلام خاکسار ظفر اللہ خان

مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب تشریف لا رہے ہیں

قادیان ۲۳ فروری۔ مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندھری مبلغ بلاد عربیہ خدا تعالےٰ کے فضل سے تبلیغ دین کا اہم فریضہ ادا کرنے کے بعد کل ۱۲ بجے کی گاڑی سے قادیان تشریف لا رہے ہیں۔ تمام احباب کو اپنے مجاہد بھائی کے شایان شان استقبال کرنا چاہیئے۔ اور وقت پر سٹیشن پر پہونچ جانا چاہیئے :

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ یکم ذوالحجہ ۱۳۵۴ھ

معاندین احمدیت کی شرارتوں کے قلع قمع کیلئے

آل انڈیا نیشنل لیگ سے عملی پروگرام کا مطالبہ

جوں جوں انتخابات کے دن قریب آ رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے خلاف احرار کی فتنہ انگیزیاں۔ اور شرارتیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ اور چونکہ حکام کی طرف سے اس بارے میں نہ صرف انہیں کسی قسم کی باز پُرس کا خطرہ نہیں۔ بلکہ بعض افسر تو ان کی حوصلہ افزائی کا موجب بن رہے ہیں۔ اس لئے احرار خواہ کس قدر خباثت۔ اور شرارت سے کام لیں۔ اور ہم اس کے متعلق کتنے ہی زور کے ساتھ حکام کو توجہ دلائیں۔ ہماری آواز ان کے کانوں تک نہیں پہونچتی۔ اور انہیں قانون و اخلاق کی مقتضیات کی قطعاً کوئی پروا نہیں ہوتی۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ احرار ایک عرصہ سے اپنی تقریروں اور تحریروں میں جماعت احمدیہ کے مقدس پیشوا۔ موجودہ امام۔ بزرگان ملت۔ اور تمام جماعت کے متعلق نہایت ہی شرمناک اور دل آزار رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور احمدی جماعتیں بارہا قراردادوں کے ذریعہ اپنے غم و غصہ اور رنج و الم کا اظہار کر کے حکام کو توجہ دلا چکی ہیں۔ کہ اس حرام زدگی کا خاتمہ کریں۔ اس صریح ظلم و ستم کا انسداد کریں اس کھلی بے حیائی کو دُور کریں۔ مگر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ احرار آئے دن زیادہ سے زیادہ خباثت سے کام لے رہے ہیں اور جماعت احمدیہ کے لئے زیادہ سے زیادہ سامانِ اذیت مہیا کرتے جا رہے ہیں:-

ان حالات کو دیکھ کر اور حکام کی مسلسل اس قدر لاپروائی اور بے توجہی پر نظر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے نوجوان طبقہ میں یہ احساس نہایت شدت کے ساتھ پیدا ہو رہا ہے کہ جب حکومت ہماری صدائے احتجاج پر کوئی توجہ ہی نہیں کرتی۔ اور نہ اسے ہمارے قلوب کے ان زخموں کی کوئی پروا ہے۔ جو احرار کی بدزبانیوں اور فحش گوئیوں کا نتیجہ ہیں۔ تو پھر ہمیں بھی کوئی اور ایسی راہ اختیار کرنی چاہیئے جس سے احرار کی خباثتوں کا انسداد ہو سکے۔ اور وہ اینٹ کا جواب پتھر ہی ہو سکتی ہے:-

یہی وہ جذبہ ہے جس کا اظہار قادیان کی نیشنل لیگ کے اس جلسہ میں بشدت کیا گیا۔ جو ۱۹۔ فروری کو اس غرض سے منعقد کیا گیا تھا۔ کہ ایک احراری لفنگے کی طرف سے "مذہبی ڈاکو" کے نام سے جو نہایت ہی دل آزار کتاب شائع کی گئی ہے۔ حکومت سے اس کی ضبطی کا مطالبہ کیا جائے۔ قبل اس کے کہ صدر کی طرف سے اس مطلب کی قرارداد پیش کی جاتی۔ سامعین نے اس ناپاک کتاب کے چند الفاظ پڑھے جانے پر ہی جہاں یہ مطالبہ شروع کر دیا۔ کہ اس کا کوئی اقتباس ہم سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ بے حد دل آزار اور دل شکن ہے۔ وہاں یہ بھی کہا۔ کہ نیشنل لیگ ہمارے سامنے وہ طریق عمل پیش کرے جس کے ذریعہ ہم اس شرارت کا قلع قمع کر سکیں:-

پھر یہ مطالبہ یونہی نہیں کیا گیا۔ بلکہ تمام حاضرین نے متفقہ طور پر یک زبان ہو کر اعلان کیا۔ کہ ہم ہر ایک قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہیں خواہ وہ جانی ہو۔ یا مالی۔ یا بدنی۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ نیشنل لیگ بے فائدہ اور بے نتیجہ قراردادیں پاس کرنے اور حکومت کے آستانہ پر رونے دھونے کی بجائے ہمارے سامنے عملی پروگرام رکھے:-

اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حکومت سے اس ناپاک کتاب کی ضبطی کا مطالبہ کرنے کی بجائے خود آل انڈیا نیشنل لیگ سے یہ درخواست کی گئی۔ کہ وہ احرار کے نہایت گندے لٹریچر اور خاص کر اس ناپاک رسالہ (مذہبی ڈاکو) کا ترکی بہ ترکی جواب دینے کا انتظام کرے۔ اور اس کے لئے جو مطالبہ چاہے۔ کرے۔ ہم بخوشی ہر قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں:

ہمارے نزدیک وہ وقت آ گیا ہے جبکہ آل انڈیا نیشنل لیگ کو ان فرائض کی ادائیگی کے لئے جن کے لئے وہ وجود پذیر ہوئی ہے اور جن میں سے بہت بڑا فرض یہ ہے۔ کہ احمدیت کے وقار کو قائم رکھنے۔ اور کمینہ دُشمنوں کو ناکام و نامراد بنانے کے لئے ہر ایک قربانی پیش کرے گی۔ اس کی طرف متوجہ ہو۔ اس وقت تک سینکڑوں جلسے اور ہزاروں قراردادیں پاس کی جا چکی ہیں۔ مگر نتیجہ کیا ہوا۔ یہی۔ کہ وہ سرکاری دفاتر کی ردی کی ٹوکری میں پھینک دی گئیں اور احرار کو پہلے سے بھی زیادہ شرارت اور فتنہ آرائی کا موقعہ دے دیا گیا۔ اب بھی اگر قراردادوں تک ہی نوبت رہی۔ تو پوری طرح سمجھ لیا جائے گا۔ کہ ہم پر خواہ کتنا ہی ظلم کیا جائے۔ اور ہماری دل آزاری کے لئے خواہ کتنی ہی شرارت سے کام لیا جائے۔ ہمارے متعلق یہی کہا جائیگا۔ کہ ہم رونے دھونے کے سوا کچھ کرنا جانتے ہی نہیں۔ اور نہ کچھ کر سکتے ہیں:-

بس ضروری ہے۔ کہ جلد سے جلد عملی قدم اٹھایا جائے۔ اور جماعت کے سامنے ایسا پروگرام رکھا جائے جس کی ضرورت حالات سے ثابت ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کسی دکھ اور تکلیف۔ ظلم اور ستم کے متعلق جتنے زیادہ زور کے ساتھ مظلوم چلاتے اسی قدر زیادہ مظالم کا نشانہ بنتا ہے کیونکہ رونا دھونا ظالم کے ہاتھوں کو روک نہیں سکتا بلکہ اپنی طاقت اور ہمت ہی روک سکتی ہے۔ اسی طرح جن قراردادوں کے پیچھے کوئی عملی قوت نہ ہو۔ انہیں سننے کے لئے کوئی تیار نہیں ہو سکتا اور نہ ان کا کوئی اثر ہوتا ہے۔ پس اگر آل انڈیا نیشنل لیگ چاہتی ہے۔ کہ اس کی اور اس کی ناتخت شاخوں کی آواز میں اثر پیدا ہو۔ اور جو مطالبہ وہ کریں۔ اسے توجہ اور غور کے ساتھ سُنا جائے۔ تو اس کے لئے اسے میدانِ عمل میں اترنا چاہیئے۔ اور احمدی نوجوانوں کے سامنے عملی پروگرام رکھ کر ایک نظام کے ماتحت اس پر عمل کرانا چاہیئے۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کا بچہ بچہ نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ ہر مصیبت اور دکھ کا مقابلہ کرنے کے لئے آگے بڑھے گا۔ اور اگر اس راہ میں جان بھی دینی پڑے گی۔ تو دریغ نہیں کرے گا پھر کیا وجہ ہے۔ کہ نیشنل لیگ اس وقت تک صرف باتوں میں لگی ہوئی ہے۔ اور عملی قدم اٹھانے کے لئے اس نے کچھ نہیں کیا:-

اس قسم کے اوقات جماعتوں پر بار بار نہیں آیا کرتے جب ان کے قربانی اور ایثار کے جذبات زوروں پر ہوتے ہیں۔ اور وہ ہر ایک کٹھن سے کٹھن منزل طے کرنے کا عزم رکھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت جماعت احمدیہ میں یہی ولولہ اور جوش کام کر رہا ہے۔ اس سے کام لینا ان کا فرض ہے۔ جن کے سپرد معاندین کی شرارتوں کا انسداد کیا گیا ہے اگر نیشنل لیگ نے خود بخود اس طرف توجہ نہیں کی تو اب جبکہ اس سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ ضروری ہے۔ کہ وہ عملی پروگرام کی طرف توجہ کرے۔ اور اپنے زیر انتظام اسے جاری کرے۔

احرار کے گھر کی حالت

سلطان ابن سعود کے خلاف احرار کی تگ و دو کا ذکر کرتا ہوا اخبار "تنظیم اہلحدیث" لکھتا ہے "مسلمانوں کی بدقسمتی سے ہندوستان میں بعض ایسے مصلح پیدا ہوئے ہیں۔ جنہوں نے مسلمانوں کے وقار کو سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ جو ذاتی اغراض کے حصول میں قوم مسلم کی عزت و ناموس کو خاک میں ملانا اپنا فرض سمجھے ہوئے ہیں۔ سلطان ابن سعود تو ہزاروں میل دُور ہیں۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ ان کے اپنے گھر کی کیا حالت ہے یہی کہ ہر وقت ایک دوسرے پر تو تو میں میں ایک دوسرے پر مغلظات کی بوچھاڑ۔ ایک دوسرے کی درگت ایک دوسرے پر عدم اعتمادی۔ نااتفاقی اور بے اعتباری اور ایک دوسرے کے خلاف سر جلسہ لعنت کا وہ شور کانگرس نے پیٹ بھر دیا۔ تو اس کے گن گائے کسی نواب یا راجہ کی چاپلوسی کی تو اس سے مٹھی گرم کروالی!!

یہ اور اس قسم کی اور بہت سی تحریروں سے وہ بات پایۂ صداقت کو پہنچ چکی ہے۔ جو ہم نے اس وقت کہی تھی جبکہ سیالکوٹ کانفرنس میں سلطان ابن سعود ...

جماعت احمدیہ کے خلاف ڈاکٹر سر اقبال کا عجیب و غریب بیان

پنڈت جواہر لال صاحب نہرو کے مدلل مضامین کا جواب دینے کی ناکام کوشش

(۲)

مذہبی مصلحین اور ڈاکٹر اقبال

ڈاکٹر سر اقبال نے اپنے سابقہ مضامین میں اس عجیب و غریب ذہنیت کا اظہار کیا تھا کہ مذہبی محققین اور مذہب کے نام پر کھڑے ہونے والے مصلحین لوگوں کو مذہب سے بے اعتنا اور غفلت شعار بنا دیتے ہیں۔ اس لئے ڈاکٹر اقبال کے نزدیک اگر ان مصلحین کو دبانے اور انہیں دنیا سے نیست و نابود کرنے کی پُرزور کوشش نہ کی جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہندوستان کی قومی زندگی سے مذہب جیسی اہم اور ضروری چیز بالکل نابود ہو جائے گی۔ اور ہندوستانی دماغ مذہب کی بجائے دہریت اور مادہ پرستی کا شکار ہو جائے گا۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے بتایا تھا۔ کہ میں قدامت پسند ہندوؤں کا یہ مطالبہ کہ جدید آئین میں انہیں مذہبی مصلحین سے محفوظ رکھا جائے۔ نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں حقیقت میں یہ مطالبہ سب سے پہلے مسلمانوں کو کرنا چاہیئے تھا۔

ڈاکٹر سر اقبال کے اس بیان سے دو باتیں ظاہر ہوتی تھیں۔ اول یہ کہ مذہب کے نام پر کھڑے ہونے والے مصلحین مذہب کو فائدہ پہونچانے کی بجائے اسے تباہ کر دیا کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اسلام رواداری اور دوسروں کے خیالات کو برداشت کرنے کا قطعاً قائل نہیں۔ بلکہ وہ نعوذ باللہ یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ جس کے متعلق تمہیں ذرا سا بھی شبہ ہو جائے۔ کہ عوام میں مروجہ عقائد کے خلاف وہ لب کشائی کر رہا ہے۔ اسے کشتنی اور گردن زدنی قرار دے کر ہر ممکن کوشش اس کے استیصال کے لئے کرو۔

مذہب کو نقصان کون لوگ پہنچاتے ہیں

ان ہر دو نظریات کی تردید میں پنڈت جواہر لال نہرو اور بعض دوسرے اصحاب نے نہایت پُرزور مضامین لکھے۔ بلکہ سندھ کے ایک معزز اور با اثر انگریزی اخبار "سندھ آبزرور" (۱۵ رمئی ۱۹۳۵ء) نے تو ایک لیڈنگ آرٹیکل اس غرض کے لئے لکھا۔ کہ مذہب کو مصلحین نے نہیں بلکہ دقیانوسیت کے حامیوں نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس نے ثابت کیا۔ کہ لوگ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ زمانۂ گذشتہ کی سکھ تحریک اور زمانہ حال کی کئی معاشرتی تحریکوں مثلاً برہمو سماج اور آریہ سماج نے ہندوازم کے اثر یا وجود کو زائل کرنے کی بجائے اسے گمنامی کے عمیق ترین گڑھے میں گرنے سے بچا لیا ہے۔ ہری جن تحریک بھی باوجود سناتنیوں کی طرف سے لعنت و دھتکار کا نشانہ بننے کے باوجود قوم کی مضبوطی کا باعث ہوگی۔ اسی سلسلہ میں اس نے لکھا۔ کہ کسی قوم یا مذہب کے بہی خواہ کو اس قوم یا مذہب میں سے پیدا شدہ تحریکِ آزادی سے خائف نہیں ہونا چاہیئے۔ بشرطیکہ اس نئی تحریک کی راہنمائی مخلص نیک نہاد باحوصلہ اور انسانی ہمدردی رکھنے والے لوگوں کے ہاتھ میں ہو۔ سکھ گروؤں۔ راجہ رام موہن رائے۔ اور دیگر ہندو اصلاحی تحریکوں کے راہنماؤں نے تمام دقیانوسیت کے حامی سناتنیوں سے بہت زیادہ ہندو مذہب کو طاقتور بنانے میں مدد دی ہے۔

غرض ملک میں دہریت مذہب میں ایسی اصلاحی تحریکات کی وجہ سے نہیں پھیل سکتی بلکہ اس کے پھیلنے کا بڑا سبب دقیانوسی لوگوں کی جمود کی تعلیم ہوا کرتی ہے۔ مصلح یا ریفارمر کسی مذہب کے لئے خواہ اسلام ہو۔ یا ہندومت یا عیسائیت خطرہ کا باعث نہیں ہو سکتے۔ مذہب کے لئے جو خطرہ کا موجب ہو سکتے ہیں۔ وہ متعصب اور تنگدل پنڈت ملا اور پادری ہیں۔ جو دنیائے خیال کی ترقیات اور سوسائٹی میں پیدا ہونے والے لاتعداد تغیرات سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ اور جن کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ ان لوگوں پر جو ان کی برتری۔ ان کی پیش کردہ تعلیم کی دقیانوسیت اور ان کے روشنی و معرفت سے معرّا عقائد سے مونہہ پھیر لیتے ہیں۔ ان کا اقتدار اور تسلط بدستور قائم رہے۔ حالانکہ ان کی تعلیم جسے وہ مذہب کے نام پر پیش کرتے ہیں۔ لکڑی کے برادہ یا شکستہ کانچ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

ڈاکٹر اقبال کا باطل خیال

"سندھ آبزرور" نے ڈاکٹر سر اقبال کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ کہ انہی اشخاص نے جنہیں وہ تضحیک کے طور پر "مذہبی مصلحین" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ دنیا میں عظیم الشان مذاہب کی بنیاد ڈالی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ بھی اپنے اپنے زمانہ کے مذہبی مصلحین ہی تھے۔ مگر ظاہر ہے کہ وہ دنیا کو صراطِ مستقیم دکھانے والے بہت بڑے راہنما ثابت ہوئے۔ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو نے بھی سر اقبال کے اس خیال کی دھجیاں اڑائیں۔ اور لکھا۔ "صاف ظاہر ہے۔ کہ ہر قسم کے مصلحین کی اصلاحی مساعی کو دبا دینے اور ان کی مخالفت کرنے کے متعلق ڈاکٹر اقبال کا رویہ وہی ہے۔ جو ہندوؤں میں سناتنی فرقہ کا ہے"۔ علاوہ ازیں اسلام سے معمولی واقفیت رکھنے والا انسان بھی جانتا ہے۔ کہ اس قسم کا خیال بالکل باطل ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں نہ صرف مصلحین کی آمد کو ممتنع قرار نہیں دیا۔ بلکہ امت محمدیہ کے لئے بطور بشارت یہ پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہر صدی کے سر پر ایک مصلح کھڑا کرے گا۔ جو اسلام کی تجدید کرے گا۔ یعنی اسے مروجہ غلط عقائد سے پاک کرے گا۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جب کفر و شرک سے معمورۂ عالم تاریک و تار ہو جائیگا۔ تو مسیح موعود کو خدا تعالےٰ کی طرف سے اصلاح عالم کے لئے مبعوث کیا جائیگا۔ پس ظاہر ہے کہ ہر قسم کے مصلحین کی مساعی کو دبانے کی کوشش نہ صرف عقلاً ایک غیر مستحسن امر ہے بلکہ شرعاً بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں ہر صدی کے سر پر مصلحین کے کھڑے ہونے کی بشارت دی ہے اور ان مصلحین کی آواز کو دبانے کی کوشش رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمودہ اور الٰہی نعمت کو ٹھکرانے کے مرادف ہے۔

ڈاکٹر اقبال کے نظریہ کی خامی

ڈاکٹر سر اقبال کو چاہیئے تھا۔ کہ اگر انہیں اپنے نظریہ کی صداقت اور اس کی درستی کا یقین تھا۔ تو وہ پیش کردہ امور کا جواب دیتے اور بتاتے۔ کہ کیوں وہ ہر قسم کے مصلحین کی مساعی کو دبانے کے آرزومند ہیں۔ مگر انہوں نے اپنے شائع کردہ مضمون میں اس امر کو چھوا تک نہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اپنے نظریہ کی خامی ان پر کھل چکی ہے۔ اور وہ دلائل سے اسے ثابت کرنے کی تاب نہیں رکھتے۔

اسلام میں رواداری کی تعلیم

دوسرا امر ان کے اس نظریہ سے یہ مستنبط ہوتا تھا۔ کہ ان کے نزدیک اسلام قطعاً رواداری کا قائل نہیں۔ بلکہ نعوذ باللہ انتہائی تنگدلی کی تعلیم دیتا ہے۔

کیونکہ ان کے نزدیک استحکام اسلام ایک ایسی مخصوص تنظیم ہے۔ جو کسی قسم کے اختلاف کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اسلام کے متعلق اس عجیب انکشاف پر ان مسلمانوں کو تو حیرت لاحق ہونا ایک لازمی امر تھا۔ جن کے سامنے اسلام کی تعلیم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے۔ اور جنہیں معلوم ہے۔ کہ ایک دفعہ کچھ عیسائی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور مسجد میں بیٹھ کر بحث کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کی عبادت کا وقت آگیا۔ اور وہ مسجد سے باہر جانے لگے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسجد میں ہی اپنی عبادت کر لو۔ چنانچہ انہوں نے مسجد میں اپنے بزرگوں کے بُت سامنے رکھے۔ اور اُن کی پوجا کی۔

پس ان مسلمانوں کو جو اسلام کی اس قدر روادارانہ تعلیم سے واقف ہیں۔ سر اقبال کے اس بیان پر کہ اسلام رواداری کی تعلیم کا حامل نہیں۔ بلکہ اس امر کا قائل ہے کہ ہر نئی تحریک کا اُٹھتے ہی گلا دبا دیا جائے۔ حیرت و استعجاب لاحق ہونا ہی تھا۔ پنڈت جواہر لال نہرو ایسا روشن خیال اور مدبر انسان بھی حیرت زدہ ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا۔ کہ اسلام کے متعلق سر اقبال کا نظریہ کیتھولک مذہب کے مشابہ معلوم ہوتا ہے جس کے نزدیک ضروری ہے۔ کہ اختلاف رائے رکھنے والے پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا جائے۔ اور اس کے خیالات کو پنپنے نہ دیا جائے۔ چنانچہ رومن کیتھولکس کی طرف سے اسی بناء پر کئی مذہبی عدالتیں قائم کی گئیں جن میں سے ہسپانوی مذہبی عدالت جو سپین میں قائم ہوئی۔ خاص طور پر مشہور ہے۔ ان تمام عدالتوں کو تیرھویں صدی عیسوی میں پوپ انو سینٹ سوم کے ماتحت رومن کیتھولک اصول سے اختلاف رکھنے والوں کو سزا دینے کے معاملہ میں بہت اقتدار حاصل تھا۔ بعض دفعہ اختلافِ عقائد رکھنے والوں کو زندہ جلا دیا جاتا اور اس رسم کے ادا ہوتے وقت بادشاہ اور کورٹ شاہانہ انداز میں موجود ہوتے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان عدالتوں کے فیصلوں کے ماتحت تیس ہزار اشخاص محض اختلاف عقائد کے جرم میں موت کے گھاٹ اتار دیے گئے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی پنڈت جواہر لال صاحب نہرو نے لکھا۔ اور سچا طور پر لکھا۔ کہ :-

"اسلام بلحاظ ترتیب و تشکیل رومن کیتھولک چرچ سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ موخر الذکر کی طرح اُس میں کوئی پوپ نہیں۔ تاہم ڈاکٹر اقبال کے نظریہ کے پیش نظر میں یہ قیاس کرنے پر مجبور ہوں۔ کہ علاوہ رواداری کے متعلق دونوں کا نقطۂ نگاہ ایک ہی ہے۔ اور شاید اسلام بھی بدی کو روکنے کے لئے ایسے ہی استبدادانہ ذرائع کے استعمال کو جائز سمجھتا ہوگا۔"

(رسالہ ماڈرن ریویو کلکتہ دسمبر ۱۹۳۵ء)

ڈاکٹر اقبال اور رواداری کی تعریف

ایک ایسے غیر مسلم کا جو بہت بڑی شہرت اور اثر کا مالک ہو۔ ڈاکٹر اقبال کے بیان پر یہ خیال کر لینا۔ کہ اسلام بدی کو روکنے کے لئے استبدادانہ ذرائع کے استعمال کو جائز سمجھتا ہے اور رواداری کا قطعاً حامی نہیں۔ ڈاکٹر اقبال کے لئے ضروری قرار دیتا تھا۔ کہ وہ اپنے عندیہ کی وضاحت کرتے ہوئے اس خیال کی تردید کرتے اور اسلام کی تعلیم کو اس اعتراض سے بالا ثابت کرتے۔ مگر افسوس انہوں نے اس کی قطعاً کوشش نہیں کی۔ بلکہ اپنے حسال کے مضمون میں انہوں نے اپنی سابقہ پست ذہنیت اور اسلام کی طرف ایک بے بنیاد اتہام کے انتساب کو برقرار رکھتے ہوئے عرف رواداری کی الٹی پلٹی تعریف میں لوگوں کو الجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور رواداری کی تعریف کرتے ہوئے بھی انہوں نے کسی مذہبی واقفیت کا ثبوت نہیں دیا۔ بلکہ انگلستان کے مشہور مورخ گبن کے آغوش میں پناہ لی ہے چنانچہ انہوں نے اعتراض کرنے والوں کو رواداری کے مفہوم سے قطعاً ناآشنا قرار دیتے ہوئے لکھا ہے :-

"جو لوگ اس نوع کے معاملات میں رواداری کے نعرے لگا رہے ہیں۔ اُن کے متعلق میرا یہ یقین ہے۔ کہ وہ رواداری کے اصل مفہوم سے بے خبر ہیں۔ بلکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ اس کے معانی کو قطعاً نہیں سمجھتے۔"

"احساس رواداری انسان کی مختلف قلبی کیفیات سے پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ گبن نے کہا ہے۔ کہ ایک فلسفی کی رواداری یہ ہے۔ کہ وہ تمام مذاہب کو مساوی طور پر مبنی برحق خیال کرتا ہے۔ مورخ کی رواداری یہ ہے۔ کہ اس کے نزدیک سب جھوٹے ہیں۔ اور ایک سیاست دان کی رواداری یہ ہے۔ کہ اس کے نزدیک سب یکساں طور پر مفید ہیں ...... ایک کمزور اور نحیف انسان محض اپنے ضعف اور کمزوری کی بناء پر رواداری کے اصول کا پابند ہے اور وہ اپنے محبوب افراد و اشیاء کی توہین کو محض اپنی کمزوری کی بناء پر برداشت کرتا رہتا ہے۔"

رواداری کی ان مختلف اقسام کا ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر اقبال لکھتے ہیں :-

"ایک روحانی اعتبار سے زبردست شخصیت کی رواداری یہ ہے۔ کہ وہ اپنے ایمان کی حدود کے اندر رہتا ہوا اپنے عقیدہ کے علاوہ دوسرے عقائد کو نہ صرف برداشت بلکہ ان کی قدر بھی کر سکے۔ اس قسم کی رواداری ایک صحیح العقیدہ اور سچے مسلمان کے علاوہ کہیں نظر نہ آئے گی۔"

ڈاکٹر اقبال کی رواداری

رواداری کی ان مختلف تعریفوں کا جائزہ لینے سے پیشتر ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ سر اقبال کس قسم کے روادار انسان ہیں۔ وہ اگر ایک فلسفی ہیں۔ اور فلسفی کی رواداری گبن کی تعریف کے مطابق اور خود ڈاکٹر اقبال کی تسلیم کردہ یہ ہے۔ کہ وہ تمام مذاہب کو مساوی طور پر مبنی برحق خیال کرتا ہے۔ تو ڈاکٹر اقبال یقینی طور پر اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پس فلسفیوں کے نزدیک سر اقبال ایک روادار انسان نہیں کہلا سکتے۔

پھر وہ مورخوں کے نزدیک بھی روادار نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ گبن کی تعریف کے مطابق وہی مورخ روادار سمجھا جا سکتا ہے جس کے نزدیک سب جھوٹے ہوں۔ اور سر اقبال یقیناً تاریخ عالم میں سب کو جھوٹا سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہونگے۔

پھر وہ اگر ایک سیاست دان ہیں۔ تو سیاست دانوں کے حلقہ میں بھی وہ روادار نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ ایک سیاست دان کی رواداری یہ ہوتی ہے۔ کہ اس کے نزدیک سب یکساں طور پر مفید ہوں۔ مگر سر اقبال کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کو ایک ایسا فتنہ سمجھتے ہیں۔ جو بقول ان کے "قلب اسلام کے اضطراب کا موجب ہے"۔ اور "نہ صرف دُنیائے مشرق کے مسائل مہمہ میں شامل ہے۔ بلکہ تمام دُنیا کے لئے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے"۔

پھر ایک کمزور اور نحیف انسان کی رواداری بھی سر اقبال کو حاصل نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے محبوب افراد کی توہین کو برداشت نہیں کر سکتے۔

غرض گبن کی تعریف کے مطابق سر اقبال ہرگز ایک روادار انسان کہلانے کے مستحق نہیں اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کیا مذہبی لحاظ سے وہ ایک روادار انسان کہلا سکتے ہیں۔ ان کو اعتراف ہے۔ کہ "ایک روحانی اعتبار سے زبردست شخصیت کی رواداری یہ ہے۔ کہ وہ اپنے ایمان کی حدود کے اندر رہتا ہوا۔ اپنے عقیدہ کے علاوہ دوسرے عقائد کو نہ صرف برداشت کرے۔ بلکہ ان کی قدر بھی کر سکے"۔ یہ "ایک صحیح العقیدہ اور سچے مسلمان کے علاوہ کہیں نظر" نہیں آ سکتی۔ لیکن افسوس کہ سر اقبال اس رواداری سے بھی تہید ست ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے عقائد کے علاوہ دوسرے عقائد کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا تو الگ رہا ان کو برداشت بھی نہیں کر سکتے۔ مثال کے طور پر دیکھ لیا جائے جماعت احمدیہ سے انہیں عقیدتاً اختلاف ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ اس قدر آتش زیر پا ہو رہے ہیں کہ آج سے قبل جو خیالات وہ جماعت احمدیہ کے متعلق اپنی تحریر و تقریر میں ظاہر کر چکے ہیں۔ ان پر خاک ڈال رہے ہیں۔ پس ایک صحیح العقیدہ اور سچے مسلمان کے نزدیک بھی سر اقبال روادار نہیں کہلا سکتے۔ اور جب ہر قسم کے رواداری کے جذبات سے وہ معرا ہو چکے ہیں۔ تو ضروری تھا۔ کہ رواداری کی بجائے ان کی فطرت میں تنگدلی۔ تعصب۔ کوتاہ نظری اور دقیانوسیت آتی۔ جو ان کی اہمیت پر پردہ ڈال دیتی۔ چنانچہ یہی نظارہ اب نظر آ رہا ہے۔ کیونکہ وہ اس قسم کی بے تکی باتیں جماعت احمدیہ کے خلاف لکھتے جا رہے ہیں۔ جو معمولی عقل و خرد والے انسان کے نزدیک بھی مضحکہ خیز ہیں۔

اسلام کیسی رواداری سکھاتا ہے

سر اقبال کو معلوم ہونا چاہیئے رواداری اسلام کا طغرائے امتیاز ہے اور جبر اور تشدد سے کسی مذہبی تحریک کو مٹانا اسلام کے نزدیک خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے۔ چنانچہ اسلام جہاں لا اکراہ فی الدین کا زریں اصول دنیا کے سامنے رکھتا ہے۔ وہاں غیر مذاہب کی خوبیوں کا بھی اعتراف کرتا ہے۔ چنانچہ نصاریٰ کی قرآن مجید میں یہ تعریف آتی ہے۔ کہ ان میں بڑے بڑے راہب اور عالم ہیں۔ جو استکبار سے کام نہیں لیتے یہ رواداری اسلام میں اس حد تک پائی جاتی ہے۔ کہ وہ جملہ بادیان مذاہب کی عزت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ حتیٰ کہ اپنے متبعین کو نصیحت کرتا ہے۔ کہ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم یعنی وہ چیزیں جنہیں دوسرے مذاہب والے عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جیسے بت وغیرہ ان کو بھی برا بھلا نہ کہو۔ کیونکہ اس طرح ان لوگوں کے دل دکھیں گے۔ اور وہ بھی بغیر سوچے سمجھے تمہارے اصول کو برا بھلا کہیں گے۔

اسی بناء پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ تو جو معاہدہ آپ نے یہود مدینہ سے کیا۔ اس میں لکھا۔ کہ یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ اور ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔ پھر باوجودیکہ یہود مدینہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تکلیف پہونچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ دیتے۔ آپ ہمیشہ ان سے حسن سلوک کرتے۔ ایک دفعہ یہود آپ کے پاس آئے۔ اور بجائے السلام علیکم کے السام علیکم کہا یعنی تم پر موت آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سختی سے جواب دیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ عائشہ نرمی کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے۔ نجران کے عیسائیوں سے جو معاہدہ ہوا۔ اس میں بھی یہ شرط رکھی۔ کہ نہ عیسائیوں کے گرجے ڈھائے جائیں گے۔ نہ ان کے پادری نکالے جائیں گے اور نہ ان کا مذہب جبراً بدلا جائے گا۔

علم الحیات اور ڈاکٹر اقبال

غرض اسلام ہر قسم کے جبر اور تشدد کو سخت ناپسند کرتا۔ اور غیر مذاہب والوں سے رواداری اور حسن سلوک کی پُرزور تلقین کرتا ہے۔ مگر افسوس سر اقبال کے اسلام میں رواداری کا کہیں نام ونشان نہیں ملتا۔ بلکہ عدم رواداری اور تشدد کو وہ علم الحیات پر مبنی ایک مفید اصل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ "مبلغین رواداری کی حمایت دراصل اس چیز پر مبنی ہے۔ کہ وہ ایک راسخ العقیدہ انسان کے اعتقاد کی حدود کو عدم رواداری سے تعبیر کر نا شروع کر دیتے ہیں۔ اور وہ غلطی سے اس طرز عمل کو اخلاقی پستی کا نتیجہ تصور کر لیتے ہیں۔ اور وہ اس چیز کو قطعاً نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کہ اس کا یہ طرز عمل اصلاً علم الحیات پر مبنی ہے"۔

ڈاکٹر اقبال کے مسلمانوں کی حالت

پھر لکھتے ہیں۔ "زیر بحث مسئلہ یہ نہیں۔ کہ آیا ایک شخص کو کافر قرار دینے والے فرد یا قوم کا طرز عمل اخلاقاً معیوب ہے یا مستحسن بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے۔ کہ آیا یہ حیات آفریں ہے یا زندگی بخش "علم الحیات" جس کی آڑ میں ڈاکٹر اقبال اپنے لئے عدم رواداری کو جائز اور مستحسن قرار دے رہے ہیں۔ درحقیقت اس جہد للبقاء کا نام ہے۔ جسے آج کل کے تو تعلیم یافتہ ایک مفید اصل قرار دیتے ہیں۔ اور جس کا ماحصل بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ دنیا میں کمزور کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ وہ اس کے ثبوت میں ادنےٰ چیزوں کا اعلےٰ کے لئے قربان ہونا بطور مثال پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دنیا میں ہر شخص آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے زندگی کی اس دوڑ میں جو کمزور ہے۔ وہ اس قابل ہے۔ کہ اسے مسل دیا جائے۔ اور اس کے متعلق رواداری اور محبت کے جذبات اپنے دل میں پیدا نہ کئے جائیں۔ کیونکہ اس کا نتیجہ خود اپنے لئے انحطاط اور زوال کی صورت میں نکلتا ہے۔ اسی بناء پر سر اقبال یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کو مسلنے اور کچلنے کی کوششوں میں عدم رواداری سے کام لینا علم الحیات پر مبنی اصل ہے۔ اور مسلمانوں کو تنزل اور انحطاط سے بچانے کا ذریعہ اسوقت یہی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو الگ اقلیت قرار دیا جائے۔ تا وہ مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں روک ثابت نہ ہو۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ڈاکٹر اقبال مسلمانوں کو ایک زندہ قوم سمجھنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ وہ علم الحیات کی بناء پر اپنے لئے عدم رواداری جائز سمجھیں۔ مسلمانوں کا تنزل مسلمانوں کا انحطاط اور مسلمانوں کا ادبار محتاج تشریح نہیں۔ ڈاکٹر سر اقبال اپنی مشہور نظم "جواب شکوہ" میں مسلمانوں کی مردنی بے حسی اور جمود کا رونا اس طرح رو چکے ہیں

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں
بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں
بادہ آشام نئے بادہ نیا خم بھی نئے
حرم کعبہ نیا بت بھی نئے تم بھی نئے

پھر کہتے ہیں ؎

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو؟ یہ انداز مسلمانی ہے
حیدری فقر ہے نے دولت عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

ڈاکٹر اقبال کی صرف ایک نظم کے یہ چند بند ہیں۔ جن سے عیاں ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک آج کل کے مسلمان مسلمان کہلانے کے حقدار ہی نہیں ہیں۔ ان کے دل الحاد سے خوگر ہیں۔ وہ بت گر ہیں۔ باعث رسوائی پیغمبر ہیں۔ وضع میں نصاریٰ سے تمدن میں ہنود اور تارک قرآن و رسول ہیں۔ جب مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔ تو ڈاکٹر اقبال بتائیں۔ کیا وہ ایسی قومی وحدانیت اور قومی حیات کے تحفظ کے لئے جماعت احمدیہ کے وجود کو زبردست خطرہ سمجھتے ہیں۔ اور کیا ان نام نہاد مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کا حق ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے خلاف جبر و تشدد کی تلقین کریں۔

ڈاکٹر اقبال کی نظر میں "مسلمان" اور "احمدی"

ڈاکٹر اقبال یہ نہیں کہہ سکتے کہ مسلمان اس وقت متحد ہیں۔ کیونکہ وہ ان کی حالت یہ بیان کر چکے ہیں کہ ؎

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

بلکہ وہ ان مسلمانوں سے آج سے کچھ ہی عرصہ پہلے اسقدر بیزار تھے۔ اور انکی اصلاح کے اس قدر مشائق کہ وہ چاہتے تھے معجزہ دہر سے ان مسلمانوں کو مٹا کر ان کے کھنڈرات پر نئی حقیقی اسلامی دنیا قائم کریں۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو
مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز
گفت رومی ہر بنائے کہنہ کآباداں کنند
می ندانی اول آں بنیاد را ویراں کنند

اس کے مقابلہ میں وہ جماعت احمدیہ کے متعلق ۱۹۱۱ء میں کہہ چکے ہیں۔ "پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں"۔ اور مغربی ممالک میں اشاعت اسلام کا فریضہ ادا کرنے والے مبلغین کی خدمت میں جو جماعت احمدیہ کے سوا اور کوئی نہیں۔ ہدیہ تہنیت پیش کر چکے ہیں ؎

ہزار نکتہ ز دی پیش دلبران فرنگ
گداختی صنماں را بہ عشق بر بانی

مگر آج وہ ان مسلمانوں کے متعلق جنہیں معجزہ دہر سے مٹانا چاہتے تھے یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ استحکام اسلام کی ایک مضبوط تنظیم ہیں۔ اور اس جماعت احمدیہ کو جسے اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ قرار دیتے تھے مسلمانوں سے اس لئے الگ قرار دینے میں کوشاں ہیں۔ کہ اس کا وجود مسلمانوں کی زندگی کے لئے باعث خطرہ ہے ؎

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

حقیقت یہ ہے کہ زندگی کی تگ ودو میں رواداری ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جس کی خصوصیت سے اسلام اپنے متبعین کو تعلیم دیتا اور بجائے اوچھے ہتھیاروں پر اترنے کے دلائل سے مقابلہ کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ مگر ڈاکٹر اقبال چونکہ احمدیت کے مقابلہ میں دلائل سے تہیدست ہیں۔ اس لئے وہ جماعت احمدیہ کے متعلق وہی طریق عمل اختیار کر رہے ہیں۔ جو ابتدائے اسلام میں مخالفین اسلام نے مسلمانوں کے متعلق اختیار کیا۔ یعنی ان سے کلیتۃً قطع تعلق کر لیا۔ اور انہیں ظلم وستم کا نشانہ بنانے میں

بدگو حبیب اللہ کلرک امرتسری کی ذلت و رسوائی

حبیب اللہ امرتسری کلرک محکمہ انہار کے نام سے احمدی احباب واقف ہوں گے۔ یہ شخص سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدترین معاندین میں سے ہے۔ اگرچہ تعلیم دین سے جاہل مطلق ہے۔ تاہم دریدہ دہنی۔ ہرزہ سرائی۔ کذب بیانی اور چرب زبانی کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ اس نے متعدد رسالہ جات بھی یاوہ گوئی کے طور پر شائع کئے ہیں۔ اس کے خبث باطن کا یہ عالم ہے کہ محض استہزا اور جماعت احمدیہ کی دلآزاری کے لئے اس نے اپنے ایک رسالے کا نام "مرزا نبی نہ" رکھا ہوا ہے۔ جس سے اس کمبخت کا یہ ناپاک منشا ہے۔ کہ پڑھنے میں الفاظ "نبی نہ" "نابینا" سمجھے جائیں۔ لیکن کلرک مذکور کو یہ خیال نہیں رہا۔ کہ اس طرح وہ آپ اپنے آپ کو ان کفار مکہ کا مثیل ثابت کر رہا ہے۔ جو ازراہ شرارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو "راعنا" کے الفاظ سے مخاطب کیا کرتے تھے۔

حبیب اللہ امرتسری بہت عرصہ امرتسر دفتر نہر میں رہا۔ اور خدا جانے کتنی بار پبلک میں اس نے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ کے خلاف بدزبانی اور اشتعال آفرینی کی لیکن سرکاری افسروں نے کبھی ایک بار بھی اس سرکاری ملازم سے اس شرارت کی وجہ سے کوئی بازپرس کی۔ اور نہ کوئی مواخذہ کیا۔ لیکن عرصہ چند ماہ کا ہے۔ کہ یہ شخص امرتسر سے یہاں دفتر نہر میں محافظ دفتر مقرر ہو کر تبادلہ کے سلسلہ میں آیا۔ یہاں بھی اس کی یہی کیفیت رہی۔ کہ ہر ہفتہ دو ہفتہ میں ایک دو بار شہر کے مختلف مقامات میں پبلک تقریر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف انتہائی کذب بیانی و استہزاء سے کام لیتے ہوئے عوام کو مشتعل کرنے کی ناپاک اور ناکام کوشش کیا کرتا۔

اس کا مرغوب ترین مضمون ہمیشہ سے "مراق مرزا" رہا ہے۔ جس میں نعوذ باللہ یہ بدباطن شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بزعم خود مراقی اور مالیخولیا زدہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتا تھا۔ مگر آخر انی مھین من اراد اھانتک کے پرجلال و پرشوکت کلمات جو خداوند عزوجل نے اپنے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الہاماً نازل فرمائے۔ رنگ لائے۔ اور حبیب اللہ ٹھیک انہی الزامات کا نشانہ بنا۔ جو یہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لگاتا رہا ہے۔ اور وہ خود مراقی۔ بددیانت اور کاذب ثابت ہوا۔

تفصیل اس واقعہ کی یوں بیان کی جاتی ہے کہ عرصہ تقریباً دو ماہ کا گزرا۔ حبیب اللہ کلرک سے جواب طلبی ہوئی۔ جس کے جواب میں اس نے ایک درخواست لکھی۔ اور اس میں یہ ظاہر کیا۔ کہ فلاں ماہ کی فلاں تاریخ تک اس کی تبدیلی اس ڈویژن سے کی جائے۔ اور اس سلسلہ میں ڈویژن کے افسران کو نہایت سخت سست الفاظ سے یاد کر کے دھمکی بھی دی۔ کہ اگر اس کی تبدیلی اس عرصہ میں نہ کی گئی۔ تو وہ دفتر کے ریکارڈ کو آگ لگا کر تباہ کر دے گا۔ یہ درخواست ہیڈ کلرک سے گذر کر حسب معمول ایگزیکٹو انجینئر کے پاس بلاحظہ و کارروائی مناسب کے لئے بھیجی گئی۔ اس وقت تک اس کو بھی ہوش آگیا۔ اور کسی طریق سے اپنی درخواست کو اڑا لانے کا موقعہ مل گیا۔ جس میں سے قابل اعتراض فقرات اس نے قینچی سے کاٹ ڈالے سراسیمگی کی حالت میں یہ خیال بھی نہ رہا کہ دراصل اس درخواست کو اڑا کر اس میں سے قابل اعتراض فقرات کاٹنے سے قبل وہ اگزیکٹو انجینئر کے ملاحظہ سے گذر چکی ہے اور وہ اس کے متعلق کوئی حکم بھی لکھ چکے تھے اندریں حالات بابو صاحب کی یہ کارروائی پوشیدہ نہ رہ سکی۔ اور اپنا رنگ لائی۔ بابو صاحب نے دریافت پر گھبراہٹ سے استعفےٰ داخل کر دیا۔ لیکن بعد میں بعض دوستوں کے مشورہ سے استعفےٰ واپس لینے کی درخواست بذریعہ تار کی۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اول پانچ روز اگزیکٹو انجینئر صاحب کے حکم سے بابو صاحب معطل کئے گئے۔ اس اثنا میں سپرنٹنڈنگ انجینئر ملتان سے دفتر نہر ڈیرہ غازیخان نے اس کے متعلق خط و کتابت کی۔ کچھ دنوں کے بعد حبیب اللہ کو محکمہ نہر سے سرکاری روبکار ملا۔ کہ وہ سول سرجن صاحب ڈیرہ غازیخاں سے اپنے دماغ کا ملاحظہ کرا لے۔ کہ وہ پاگل تو نہیں ہے۔ اس روبکار کو لے کر پہلے تو حبیب اللہ اپنے حلقہ احباب میں پھرتا پھراتا رہا۔ اور شکوہ اور حیرت کا اظہار کرتا رہا۔ کہ وہ تو اچھا بھلا ہے۔ پھر کیونکر اسے دفتر والے پاگل قرار دے رہے ہیں۔ بالآخر سول سرجن صاحب کے دفتر میں گیا۔ اور کچھ الٹی سیدھی باتیں کہکر چلا آیا۔ اس واقعہ کے ایک دو روز بعد محکمانہ چارج بابو صاحب پر لگایا گیا۔ اور اس کے دس پندرہ روز بعد اسے کئی سالہ مستقل ملازمت سے برخاست کیا گیا۔

سنا گیا ہے۔ کہ افسران محکمہ نے حبیب اللہ کے فیصلہ برخاستگی میں اس کے متعلق بہت سخت ریمارکس دیئے ہیں۔ اور وہ برخاستگی کا حکم سنکر بوریہ بستر باندھکر یہاں سے چلا گیا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار ؎

(خاکسار ملک عزیز محمد احمدی پلیڈر ڈیرہ غازیخان)

پنڈی بھٹیاں کے احرار کے مظالم چند غریب احمدیوں پر
مقامی سب انسپکٹر پولیس کی فرض شناسی کا شکریہ

یوں تو پنڈی بھٹیاں کے احمدیوں پر مدت دراز سے مسلسل انتہائی ستم آرائیاں کی جارہی تھیں۔ لیکن جب سے ایک احراری ملا احمد بخش کو پنڈی بھٹیاں کی نام نہاد انجمن اصلاح المسلمین نے ملازم رکھا ہے۔ وہ اپنے وعظوں میں احمدیوں کے خلاف سخت نفرت اور حقارت کے جذبات لوگوں میں پھیلا رہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ جہال سخت دشمن بن گئے ہیں۔ اور طرح طرح کی تکالیف دے رہے ہیں۔

آخر مجبور ہو کر ہم نے سب انسپکٹر صاحب پولیس تھانہ پنڈی بھٹیاں کی خدمت میں ایک درخواست دی۔ جس پر انہوں نے تمام مفسدوں کو تھانہ میں بلوایا۔ شریروں کے مظالم اس قدر واضح تھے۔ کہ بعض شریف لوگ غیر احمدیوں میں سے شہادت کے لئے پیش ہو گئے۔ چنانچہ میاں دوست محمد صاحب سراج۔ پیر محمد۔ میاں محمد صاحب سراج۔ میاں فضل حسین صاحب رنگریز اور سید اکبر شاہ صاحب نے شہادتیں دیں۔ اور تین اور گواہ ان مظالم کی شہادتیں دینے کے لئے تیار تھے۔ لیکن جناب میاں دوست محمد خانصاحب رئیس اعظم و ذیلدار و میاں محمد حسین خانصاحب رئیس اعظم و نمبردار کے سمجھانے پر تمام مفسدوں نے سب انسپکٹر صاحب کے سامنے معافی مانگ لی۔ اور اقرار کیا۔ کہ ہم آئندہ کسی قسم کی شرارت نہ کریں گے اس پر انسپکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ اگر پھر شرارت کرو گے تو میں بھی اسی جگہ موجود ہوں۔ ہم سید صفدر علی شاہ صاحب ہیڈ کانسٹیبل [illegible] سب انسپکٹر تھانہ پنڈی بھٹیاں کی فرض شناسی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالے ان کو جزائے خیر دے۔ (احمدیان پنڈی بھٹیاں)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کے مختصر حالات زندگی

حضرت دوست محمد صاحب مرحوم و مغفور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس جاں نثاروں میں سے جب کوئی عہد وفا نباہ کر اس دنیائے فانی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتا اور اپنے معبود حقیقی اور محبوب ازلی کے کنار عاطفت میں ابدی سکھ کا انعام پالیتا ہے۔ تو میں محسوس کرتا ہوں کہ آہ! ہمارے زندہ خدا کا ایک اور زندہ نشان دنیا سے اٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی وہ مقرب اور برگزیدہ ہستیاں ہیں جو ہر قسم کے مصائب آفات و آلام کو پرکاہ کے برابر وقعت نہ دے کر مالک الملک کی اطاعت اور فرمانبرداری کے راستے میں اس وقت گامزن ہوئیں۔ جب لوگ اپنی بد اعتدالیوں اور بدعنوانیوں سے بصیرت کھو کر اس سرچشمہ نور کو دیکھنے سے نہ صرف معذور تھے۔ بلکہ وہ اس درجہ ذلت اور گری ہوئی حالت کو پہنچ چکے تھے کہ انہیں اپنی اس انتہائی پستی کا احساس تک نہ تھا۔

یہ وہ اولوالعزم اور صادق الوعد ہستیاں ہیں جو ایسے وقت میں احمدیت کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی دوڑیں۔ جب دنیا والے اس مبداء حسن اور منبع فیوض کو بکلی فراموش کر کے سائنس اور نیچر کے پرستار بن چکے تھے۔ جب جیفہ دنیا کے متوالے فلسفہ اور خشک منطق کی لاینحل اور پیچ در پیچ گتھیوں میں بری طرح الجھ چکے تھے۔ اور جب لوگ مذہب حتیٰ کہ ضرورت مذہب سے بھی آزاد ہو رہے تھے اور بے تحاشا قعر مذلت اور نار جہنم کی طرف لپک رہے تھے۔ ایسے نازک اور تاریک و تار وقت میں دنیا کو نجات دلانے کے لئے ایک مامور ظاہر ہوا۔ اس نے دنیا کو فلاح و بہبودی کی طرف بلایا۔ اس نے سرکشی و نافرمانی اور کفر و الحاد کے خطرات سے زمانے کو آگاہ کیا۔ آپ رحمت کے یہ تشنہ کام اس آواز پر دیوانہ وار دوڑ پڑے۔ اور پروانوں کی طرح اس شمع خیر و برکت کے گرد جمع ہو گئے۔

اے اپنے رب کے عاشقو! اے اللہ کے پیارو! اے خدا کے زندہ نشانو! تمہارا مقام اعلیٰ بہت ہی اعلیٰ ہے۔ ہاں۔ اس سے بھی اعلیٰ اور ارفع جہاں مجھے میری کوششیں میری امیدیں اور میری آرزوئیں بھی اب تک نہ لے جا سکیں۔ تم میں سے ہر ایک جداگانہ طور پر ہمارے لئے چراغ ہدایت ہے تمہاری زندگی قابل صد رشک ہے۔ آنے والی نسلیں تم پر سلام و برکات بھیجیں گی۔ اللہ کی تم پر لاکھوں رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

ان محترم ہستیوں میں سے ایک ہستی اس ملک افریقہ میں بھی تھی۔ مگر افسوس کہ اجل نے اسے بھی ہم سے چھین لیا۔ اور وہ ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو کر اپنے دلبر حقیقی سے جا ملی۔

بھائی دوست محمد صاحب مرحوم و مغفور ان چیدہ بزرگوں میں سے تھے۔ جنہوں نے ایسے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی اختیار کی۔ جبکہ لوگوں کی دشمنی حد اعتدال سے تجاوز کر چکی تھی۔ جب نام نہاد علماء اسلام اس نیکی اور صداقت کے مجسمے کی توہین و تذلیل اور بربادی و ہلاکت کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔

آپ اپنے سینہ میں تلاش حق کی تڑپ لئے ہوئے پاپیادہ جہلم سے لاہور اور لاہور سے قادیان پہنچے۔ راستہ میں بعض شریروں نے ورغلایا کہ وہ مرزا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنے آپ کو مسیح و مہدی بتلاتا ہے۔ نعوذ باللہ کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہے۔ ہر چند ان لوگوں نے کوشش کی کہ آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آستانہ مبارک پر حاضر ہونے سے روکیں مگر آپ کے پائے استقلال کو ذرا بھی لغزش نہ آئی۔ بلکہ آپ کے شوق تجسس کو اور تازیانہ لگا۔ اور آپ قادیان پہنچے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نورانی چہرہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کیا۔ آپ نے وہاں دنیا پرست پیروں فقیروں اور سجادہ نشینوں والی ایک بات بھی نہ دیکھی۔ البتہ آپ خدا کے نور کا ہر روز مشاہدہ کرتے۔ چنانچہ آپ نے بلا حیل و حجت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر لیا۔ اور پروانہ وار اس شمع ہدایت پر فدا ہو گئے۔

آپ اس ملک میں اس وقت آئے جب یہ نیا نیا آباد ہو رہا تھا۔ آپ نے نیروبی میں اپنا کاروبار شروع کیا۔ جس طرح آپ کو اللہ تعالیٰ نے دولت ایمان سے مالا مال کیا۔ اسی طرح دنیاوی دولت سے بھی حصہ وافر عطا فرمایا۔ ان دنوں افریقہ میں احمدیوں کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ اور نیروبی میں تو معدودے چند ہی احمدی تھے۔ نہ کوئی احمدیوں کی مسجد تھی اور نہ کوئی باقاعدہ جماعت۔ آپ نے اس وقت اپنی دوکان کو احمدیت کا مرکز بنا دیا۔

آپ حد درجہ مہمان نواز اور فراخ دل تھے۔ آپ کا دروازہ ہر ایک کے لئے ہمیشہ کھلا تھا۔ مروت کا مادہ آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا آپ نے کبھی کسی سائل کے سوال کو رد نہ کیا۔ بلکہ متعدد بار یہاں کے ان لوگوں کی بڑی بڑی رقموں سے مالی امداد کی جو آج کل احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ احمدیت کی محبت آپ کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے تھی۔ تبلیغ احمدیت کے میدان میں آپ ہمیشہ سابقین میں سے تھے۔ اور اپنی حیثیت سے بڑھ چڑھ کر مالی قربانی کیا کرتے۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پروانہ وار فدا تھے۔ اور آپ کا ذکر ایسے الفاظ میں کرتے۔ جن سے انتہائی محبت اور عشق کا رنگ ٹپکتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ مقامی معاندین احمدیت آئے دن اشتہاروں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف نہایت دریدہ دہنی اور گندہ دہانی اختیار کرتے اور حد درجہ کی غلاظت اچھالتے۔ ان اشتہارات سے آپ کو بہت صدمہ پہنچتا۔ اپنی معلومات کی بنا پر میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ آپ کی موت کا باعث بھی مخالفین حق اور معاندین سلسلہ ہوئے۔ چنانچہ موت سے ایک روز قبل آپ نے دشمنان سلسلہ کا ایک اشتہار دیکھا۔ اس میں نہایت دل آزار الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بیہودہ گوئی کی گئی تھی۔ ہمارے اس محترم بزرگ نے انتہائی صدمے کے عالم میں کہا۔ "اب تو یہ دکھ نہیں سہا جاتا"

آپ کافی عرصہ تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں حاضر رہے آپ اس وقت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں تھے۔ جبکہ لیکھرام پشاوری نے حضور کو بار بار آ کر سلام کیا اور حضور نے جواب نہ دیا۔ بلکہ اپنے خادموں سے فرمایا۔ کہ یہ شخص ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو گالیاں دیتا ہے۔ اور ہم کو سلام کرتا ہے اور توقع رکھتا ہے کہ ہم اس کے سلام کا جواب دیں۔

مجھے جب کبھی اپنے اس بزرگ بھائی کی صحبت میں بیٹھنے کا موقعہ ملتا ایک خاص لطف اور سرور حاصل ہوتا۔ اور جو قلبی کیفیت آپ کی صحبت میں بیٹھنے سے مجھ پر طاری ہوتی میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ میرا باطن آپ کی تپش باطن سے ایک نامعلوم طریق پر متاثر ہوتا۔ آپ نہایت کم گو مگر بہت خوش خلق تھے۔ آپ کی صحبت میں گزرے ہوئے لمحات زیادتی ایمان کا موجب ہوتے۔ فلسفیانہ دلائل اور منطقیانہ نکات کبھی بھی قرب الٰہی کا باعث نہیں بنتے۔ اگر کوئی چیز بندہ کو معبود حقیقی کے قریب لاتی ہے تو وہ محبت اور عشق کی سوزش ہے۔ وہ ہر وقت کی تپش ہے جو طالب کو ہر آن جلاتی ہے۔ وہ شعلہ زن آگ ہے جس میں عاشق الٰہی ہر لمحہ جلتا اور جل کر زندہ ہوتا ہے۔ زبانی قیل و قال اور بحث و تمحیص سے انسان اس حسن و جمال کے مجسمے سے دور پھینکا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عشق و محبت سے بہرہ اندوز کرے اور ہماری زندگی اور ہماری موت اسی محبت کی ترجمان ہو۔ آمین ثم آمین

خریداران الفضل کو ضروری اطلاع

۳ مارچ ۱۹۳۶ء کو وی پی ڈاکخانہ میں دیدیئے جائینگے

جن خریداران الفضل کا چندہ ۱۶ فروری ۱۹۳۶ء سے ۱۵ مارچ ۱۹۳۶ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ یا جن کے ذمہ گذشتہ مہینوں کا بقایا ہے۔ ان کے نام ۴ مارچ کا پرچہ جو یہاں سے ۳ کو روانہ ہوگا۔ وی پی کیا جائے گا۔ وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔ جو دوست بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیجنا چاہیں وہ خیال رکھیں۔ کہ ان کی ارسال کردہ رقم یا اطلاع ۲ مارچ تک لازماً دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ ورنہ ۳ کی صبح کو وی پی ڈاکخانہ میں دیدیئے جائیں گے۔

مینیجر

نمبر خریداری — نام

۱۶۱ - پیر حاجی احمد صاحب
۱۶۷ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب
۲۵۸ - بابو اکبر علی صاحب
۲۶۵ - چوہدری غلام محمد صاحب
۳۲۵ - ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب
۳۷۷ - محمد امیر صاحب
۴۷۰ - چوہدری مولا بخش صاحب
۶۲۰ - غلام محی الدین خان صاحب
۶۴۹ - مولوی محمد الدین صاحب
۷۹۳ مولوی عمر الدین صاحب
۸۷۰ مولوی نیاز محمد صاحب
۸۷۳ - مستری مہر اللہ صاحب
۹۳۵ - منشی صدر الدین صاحب
۱۶۱۹ - محمد الیاس الدین صاحب
۱۴۱۴ - جان محمد صاحب
۲۰۰۲ - نصیر الدین صاحب
۲۰۸۵ - صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب
۲۱۷۲ رحیم اللہ صاحب
۲۵۰۶ - محمد یوسف صاحب
۲۶۳۲ - وزیر علی صاحب
۲۷۵۵ - ڈاکٹر برکت اللہ صاحب
۳۳۲۷ - غلام قادر بخش صاحب
۳۹۲۳ عبد الرزاق صاحب
۳۹۹۳ میاں احمد صاحب
۴۳۰۲ - ملک سلطان محمد صاحب
۴۳۴۳ ہدایت اللہ صاحب
۴۳۴۷ غلام قادر صاحب
۴۴۵۰ - محمد عبد اللہ صاحب
۴۶۲۴ - مرزا محمد علی بیگ صاحب
۴۸۰۰ ڈاکٹر عبد الوحید صاحب
۴۸۸۵ ڈاکٹر عبد الکریم صاحب

۴۹۸۶ چوہدری خان محمد صاحب
۵۱۹۱ - بشیر محمد صاحب
۵۳۱۶ - خلیل شاہ صاحب
۵۳۸۸ - محمد الدین صاحب
۵۴۸۰ - محمد فقیر اللہ خان صاحب
۵۵۲۴ - بابو رحمت اللہ صاحب
۵۶۴۹ - منشی اللہ دتا صاحب
۵۸۹۶ - سید عبد الجبار صاحب
۵۹۱۲ بابو عبد القدوس صاحب
۶۰۷۴ محمد اکرم صاحب
۶۱۲۰ - گلزار احمد صاحب
۶۳۰۱ - شیخ حمید احمد صاحب
۶۳۲۱ - بابو محمد عالم صاحب
۶۳۹۸ سیٹھ ابراہیم یوسف صاحب
۶۴۳۶ بابو احمد جان صاحب
۶۷۰۰ شمس الدین صاحب
۶۷۶۷ - بابو احمد اللہ خان صاحب
۶۸۱۶ شیخ عزیز احمد صاحب
۶۸۵۳ - ایچ خان صاحب
۶۹۱۱ عبد الکریم صاحب
۶۹۲۴ دوست محمد صاحب
۶۹۲۶ - مرزا عطاء اللہ صاحب
۷۱۲۱ امام الدین صاحب
۷۱۵۰ - چوہدری عنایت اللہ صاحب
۷۱۸۳ کریم بخش صاحب
۷۲۱۴ - محمد عبد السمیع صاحب
۷۴۱۳ شیخ عبد الحلیم صاحب
۷۵۲۷ چوہدری عنایت اللہ صاحب
۷۷۶۳ اے آر صوفی صاحب
۷۷۸۳ نور حسن صاحب
۷۸۱۳ محمد عظیم صاحب
۷۸۴۶ تبارک حسین صاحب

۷۹۴۴ - محمد زمان خان صاحب
۷۹۶۲ ڈاکٹر محمد انور صاحب
۷۹۷۵ - مولوی محمد عبد اللہ صاحب
۸۳۳۷ - خانصاحب ذوالفقار علی خان صاحب
[illegible]۶۵ - محمد عزیز صاحب
۸۳۷۰ - بابو عبد الرزاق صاحب
۸۴۷۲ ملک کرم الٰہی صاحب
۸۵۷۳ - محمد اشرف صاحب
۸۵۹۷ - سید فرزند علی صاحب
۸۶۳۵ - خواجہ نظام الدین صاحب
۸۶۴۲ - شیخ محمد حسین صاحب
۸۶۶۱ - راجہ غلام محمد صاحب
۸۸۰۶ - سید مشتاق احمد صاحب
۸۸۶۱ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب
۸۸۹۰ - محمد شفیع خان صاحب
۸۹۱۶ - عین علی شاہ صاحب
۸۹۴۶ شیخ کرم الٰہی صاحب
۸۹۶۸ راجہ عبد الرحمن صاحب
۹۰۸۹ سبحان علی صاحب
۹۰۹۳ - چوہدری باغ دین صاحب
۹۱۰۴ - عنایت اللہ صاحب
۹۱۲۶ محمد شجاعت علی صاحب
۹۱۳۰ ملک عبد الخالق صاحب
۹۱۴۸ - سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی
۹۱۶۳ سید محمد افضل شاہ صاحب
۹۱۸۰ سکرٹری صاحب
۹۲۱۱ غلام محمد صاحب
۹۲۱۲ ایم اے سبحان صاحب
۹۲۲۰ چوہدری برکت اللہ صاحب
۹۲۲۳ فتح محمد صاحب
۹۲۸۸ سید محمد مسعود احمد صاحب

۹۳۲۴ منشی عبد اللہ خان صاحب
۹۴۳۵ - محمد اسحٰق صاحب لاہور
۹۴۴۲ چوہدری صادق علی صاحب
۹۴۵۹ محمد عیسیٰ صاحب
۹۴۶۰ بشیر احمد صاحب
۹۴۹۸ عمر علی خان صاحب
۹۵۰۵ - شیخ محمد حسین صاحب
۹۵۵۴ مرزا رشید احمد صاحب
۹۶۰۵ مولوی محمد علی صاحب
۹۶۲۰ چوہدری محمد الدین صاحب
۹۶۳۲ محمد یعقوب خان صاحب
۹۶۵۵ فضل حق صاحب
۹۶۶۹ بردوکان میاں اللہ رکھا صاحب
۹۶۸۴ ملک عزیز احمد صاحب
۹۷۰۷ - مینیجر دی مسلم بارک
۹۷۱۱ آئی ایم ملک صاحب
۹۷۳۳ چوہدری غلام احمد صاحب
۹۸۰۷ - منشی محمد اسمٰعیل صاحب
۹۸۴۸ - ڈاکٹر نور احمد صاحب
۹۸۵۶ رشید محمد صاحب
۹۸۶۳ - عبد الواحد صاحب
۹۸۶۴ ڈاکٹر غلام علی صاحب
۹۸۶۶ بیگم صاحبہ شمشاد علی
۹۸۶۷ - سید عنایت حسین صاحب
۹۹۲۳ - مولوی سید محمد ہاشم صاحب
۹۹۳۲ - اللہ داد صاحب
۹۹۳۸ - لعل محمد صاحب
۹۹۴۴ چوہدری خان صاحب
۹۹۴۷ شیخ مولا بخش صاحب
۹۹۵۶ ایس ایم احمد صاحب
۹۹۸۴ مرزا غلام سرور صاحب
۱۰۰۳۴ حبیب اللہ صاحب
۱۰۰۶۰ حکیم محبوب الرحمن صاحب
۱۰۰۶۵ حسن خان صاحب
۱۰۰۶۷ ایس گلزار احمد صاحب
۱۰۰۹۸ مولوی عبد السبوح صاحب
۱۰۱۵۵ نصیر احمد صاحب
۱۰۱۶۴ محمد ذکاء اللہ صاحب
۱۰۱۶۵ مولوی عبد الرحمن صاحب
۱۰۱۷۷ پریذیڈنٹ صاحب
۱۰۱۸۱ حکیم محمد رشید صاحب
۱۰۱۹۴ مبارک احمد صاحب
۱۰۲۱۰ سید مصطفےٰ حسین صاحب

۱۰۲۱۱ محی الدین صاحب
۱۰۲۱۳ غلام محمد الدین صاحب
۱۰۲۲۵ چوہدری غلام عباس صاحب
۱۰۲۳۴ چوہدری عمر الدین صاحب
۱۰۲۴۶ امیر الدین صاحب
۱۰۲۶۶ بشیر احمد صاحب لاہور
۱۰۲۸۱ منور احمد صاحب
۱۰۲۸۷ محمد عثمان صاحب
۱۰۲۹۸ ابراہیم خان صاحب
۱۰۳۲۰ عبد الواحد خان صاحب
۱۰۳۲۶ پی کنجی کویا صاحب
۱۰۳۵۸ ماسٹر حسن دین صاحب
۱۰۳۶۴ حکیم شیخ محمد صاحب
۱۰۳۷۰ صالح محمد صاحب
۱۰۴۰۰ چوہدری فضل الٰہی خان صاحب
۱۰۴۰۹ بابو مبارک احمد صاحب
۱۰۴۱۴ پیر محمد شاہ صاحب
۱۰۴۳۶ عبد السلام خان صاحب
۱۰۴۴۲ بابو عبد الرزاق صاحب
۱۰۴۵۶ بابو عبد اللطیف صاحب
۱۰۴۷۴ ماسٹر غلام محمد صاحب
۱۰۴۹۴ مولوی سلیم اللہ صاحب
۱۰۵۴۶ سید محمد محسن صاحب
۱۰۵۶۲ حیدر شاہ صاحب
۱۰۵۶۵ نند سنگھ صاحب
۱۰۵۷۴ محمد عمر خان صاحب
۱۰۶۰۲ غلام علی صاحب
۱۰۶۰۳ شیخ نبی بخش صاحب
۱۰۶۰۵ رحمت خان صاحب
۱۰۶۳۳ مشتاق احمد صاحب
۱۰۶۴۴ قاضی ظہور اللہ صاحب
۱۰۶۴۵ افسر انچارج پولیٹیکل
۱۰۶۴۸ جمعدار مظفر احمد صاحب
۱۰۶۶۶ محمد لطیف خان صاحب
۱۰۷۳۱ شیخ محمد ابراہیم صاحب
۱۰۷۳۲ محمد شفیع صاحب
۱۰۷۵۵ فقیر عبد الرحمن صاحب
۱۰۷۵۹ نصر اللہ خان صاحب
۱۰۷۷۴ غلام حیدر صاحب
۱۰۷۷۵ چوہدری غلام رسول خان صاحب
۱۰۷۷۷ مرزا محمد زمان صاحب
۱۰۷۸۰ عبد الشکور صاحب
۱۰۷۸۶ عالمگیر صاحب

۱۰۷۱۸ چوہدری غلام حسین صاحب
۱۰۸۲۳ چوہدری بشیر احمد صاحب
۱۰۸۳۴ شیخ عبد الرحمن صاحب
۱۰۸۳۶ مجسٹریٹ علاقہ بٹالہ صاحب
۱۰۸۶۸ لفٹیننٹ خان عبد الحمید خان صاحب
۱۰۸۷۵ محمد شریف صاحب
۱۰۸۷۶ شیخ احمد دین صاحب
۱۰۸۷۷ سید محمد شاہ صاحب
۱۰۸۸۰ ملک محمود خان صاحب
۱۰۸۸۱ ایم عبد الستار خان صاحب
۱۰۸۸۵ چوہدری اللہ بخش صاحب
۱۰۸۸۸ بابو رحمت اللہ صاحب
۱۰۸۸۹ عبد الکریم صاحب
۱۰۸۹۶ محمود احمد صاحب
۱۰۹۰۰ شیخ مولا بخش صاحب
۱۰۹۱۴ ماسٹر نواب الدین صاحب ملتان
۱۰۹۱۶ لائبریری پشاور
۱۰۹۱۸ احمد علی صاحب
۱۰۹۱۹ محمد اعظم صاحب
۱۰۹۲۳ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب
۱۰۹۲۴ خورشید محمد صاحب
۱۰۹۲۶ شیخ فضل حق صاحب
۱۰۹۳۴ منشی فضل احمد صاحب
۱۰۹۳۶ چوہدری فیض احمد صاحب
۱۰۹۳۷ سکرٹری انجمن احمدیہ
۱۰۹۴۱ سندھی شاہ صاحب
۱۰۹۴۳ بی اے چغتائی
۱۰۹۴۶ علی بخش صاحب
۱۰۹۴۷ چوہدری غلام اللہ صاحب
۱۰۹۶۸ عبد الخالق صاحب
۱۰۹۸۳ راجہ سلطان عالم خان صاحب
۱۰۹۸۶ امیر علی صاحب
۱۱۰۰۴ بابو معراج الدین صاحب
۱۱۰۱۱ مولا بخش صاحب
۱۱۱۰۶ شیخ محمد سعید صاحب
۱۱۱۳۷ چوہدری غلام محی الدین صاحب
۱۱۱۶۸ محمد الدین صاحب
۱۱۱۸۷ سید لال شاہ صاحب
۱۱۱۹۹ ماسٹر سعد اللہ خان صاحب
۱۱۲۰۱ چوہدری عبد المجید صاحب
۱۱۲۱۴ مسٹر ناصر احمد صاحب
۱۱۲۲۶ سید محمود صاحب
۱۱۲۵۹ چوہدری محمد حسین صاحب

انڈین ڈائرکٹری

۱۹۳۶ء کی نئی اردو ایڈیشن جس میں ہزارہا ہندوستانی تاجروں۔ کارخانہ داروں۔ سوداگروں اور مینوفیکچروں کے مکمل ایڈریس معہ کاروباری تفصیل بہترین اور کارآمد تجارتی معلومات مشہور شہروں اور تمام ریاستوں کے مکمل گائیڈ۔ بے شمار تاریخی وجغرافیکل مضامین کے علاوہ ممالک غیر کے پتہ جات درج کئے گئے ہیں۔ کاروباری دنیا خصوصاً ایجنیوں۔ مینوفیکچروں اور اشتہار بازوں کے لئے یہ کتاب ازحد مفید اور کارآمد اور دلچسپ ثابت ہوگی۔ بڑے سائز کے ۲۰۰ صفحے مجلد قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ ہر خریدار کو ایک سال کے لئے رسالہ رہنمائے تجارت مفت ارسال کیا جائے گا:

منگوانیکا پتہ:۔ ڈائرکٹری پبلشنگ بیورو قیصری باغ روڈ۔ امرتسر

اکسیر فتق

پانی اترآیا ہو۔ لحمی یا شحمی کسی قسم کا ہو۔ اس دوا کے لگانے سے بذریعہ پسینہ اصل حالت پیدا ہوجاتی ہے۔ کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی۔ بڑے سے بڑے فتق حد اعتدال پر آکر صحت ہوجاتی ہے۔ اور آئندہ پھر یہ مرض نہیں ہوتا ہے۔ آپ اپریشن کی زحمت کیوں اٹھاتے ہیں۔ فوراً اس دوا کا استعمال کیجئے۔ اسی طرح آنت اترنے کو بھی روک دیتی ہے۔ قیمت تین روپیہ (عہ)

اکسیر ذیابطیس وہ لوگ جن کو دم بدم پیشاب آتا ہے۔ اور پیشاب میں شکر آتی ہے جس کی وجہ سے خواہ کیسی ہی عمدہ غذائیں کھائیں۔ سوائے کمزوری کے کوئی چارہ نہیں۔ انسان کو کمزور کرنے کے واسطے یہ مرض ایک قوی پہلوان ہے۔

ذیابطیس کتنا ہی پرانا ہو۔ اس دوا سے ہمیشہ کے لئے دور ہوکر نیست ونابود ہوجاتا ہے جلد علاج کیجئے۔ اکسیر ذیابطیس سے ہزاروں مریض صحت یاب ہوچکے ہیں۔ قیمت تین روپیہ (عہ) نوٹ:۔ فائدہ نہ ہو۔ تو قیمت واپس۔ فہرست دواخانہ مفت منگائیے کیا ایک عالم سے بھی جھوٹے اشتہار کی امید ہے:

حکیم ثابت علی (عالم مثنوی مولانا روم) محمود نگر ۵ لکھنؤ

آب بقاء نوری

یہ دوا تمام قسم کے درد دل شلا درد معدہ درد جگر درد سر۔ درد دنداں اور ہیضہ طاعون۔ ملیریا اور بھڑ۔ بچھو سانپ وغیرہ کے کاٹے کو فوراً تسکین بخشتی ہے۔ ہزارہا لوگ اس کو روزانہ استعمال کرتے اور اس کے معجز نما اثرات کے معتقد ومعترف ہیں۔ تجربتہً ایک شیشی آپ بھی منگائیے قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصول

سرمہ زنگاری دھند۔ غبار۔ پانی بہنا بیاض چشم۔ ککرے اور ضعف بصارت میں اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال عینک کی عادت چھڑوا دیتا ہے۔ قیمت فی تولہ عگہ

پتہ:۔ منیجر مسیحائی دواخانہ چوک بازار بھوپال

وصیت

نمبر ۴۴۸۳:۔ منکہ سردار بیگم زوجہ شیخ فیض قادر قوم ککے زئی عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۹/۱۲/۳۵ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں صرف حق مہر ہے۔ جو کہ میرے خاوند کے ذمہ مبلغ ... نقد ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہوگی۔ تو اس کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی

العبد:۔ سردار بیگم بقلم خود۔

گواہ شد۔ فیض قادر بقلم خود۔ قادیان۔

گواہ شد۔ محمود احمد میڈیکل ہال قادیان سیکرٹری دسمبر ...

گھر کی ضرورتوں کے لئے کٹ پیس منگوانے والوں کو خوشخبری

امیروں غریبوں اور متوسط درجہ کے لوگوں کیلئے نادر موقع!

گھر میں استعمال کیلئے نفیس اور سستا کٹ پیس آپ صرف ہمارے ان چھاپ شدہ بنڈلوں سے حاصل کرسکتے ہیں:

ادھر ادھر سے کٹ پیس کے ردی اور برائے نام بنڈل منگوا کر اپنا روپیہ ضائع نہ کیجئے:

جیسا کہ ہمارے گزشتہ اعلانات سے ظاہر ہے۔ ہم صرف تاجروں کو کٹ پیس سپلائی کیا کرتے تھے۔ لیکن جنوری ۱۹۳۶ء سے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ جو لوگ گھر میں استعمال کے لئے تازہ عمدہ اور ارزاں کٹ پیس حاصل کرنے کے شائق ہیں۔ ان کے لئے بھی سہولت پیدا کی جائے۔ تاکہ ہمارے مال کی عمدگی ہندوستان کے ہر گھر پر ظاہر ہوجائے۔ اس کے لئے ہم مندرجہ ذیل تین قسم کے بنڈلوں کی فروخت کا اعلان کرتے ہیں۔ جن میں زنانہ ومردانہ نہایت ہی اعلےٰ کپڑے کے پیس ہوتے ہیں کپڑے کے انگلش ڈیزائن اور رنگ خوبصورتی اور دلکشی کو دوبالا کردیتے ہیں۔ ان بنڈلوں کا منگوانا آپ کو مقامی طور پر کپڑا خریدنے سے بے نیاز کردیگا۔ آپ یہ دیکھکر حیران ہونگے۔ کہ اس قدر امیرانہ کپڑا آپ کو اتنی سستی قیمت پر کیسے پڑگیا۔ اپنی حیثیت کا بنڈل فوراً طلب کریں۔

سورج چھاپ فیملی کٹ پیس بنڈل وزنی ۱۲ پونڈ:۔ اس میں سوتی وسلکی بہت اونچی کوالٹی کا امیرانہ کپڑا ہوتا ہے۔ قیمت پچیس۔/۲۵ روپیہ:

چاند چھاپ فیملی کٹ پیس بنڈل وزنی ۱۵ پونڈ:۔ اس میں سوتی وسلکی عمدہ کوالٹی کا امیرانہ کپڑا ہوتا ہے۔ قیمت پچیس۔/۲۵ روپیہ

ستارہ چھاپ فیملی کٹ پیس بنڈل وزنی ۲۰ پونڈ:۔ اس میں صرف سوتی مختلف قسم کا عمدہ کپڑا ہوتا ہے۔ یہ بنڈل منگوا کر غریب کو بھی اچھا کپڑا پہننے کا موقع ملجاتا ہے قیمت پچیس ۲۵/ روپیہ

نوٹ:۔ آرڈر میں سورج چھاپ۔ چاند چھاپ یا ستارہ چھاپ کے الفاظ ضرور لکھیں۔ ورنہ ہم اپنی مرضی کا بنڈل بھیجنے پر مجبور ہونگے۔ ۶ روپے فی بنڈل پیشگی آنے چاہئیں۔ باقی بذریعہ وی۔ پی وصول کئے جاتے ہیں۔ پیشگی ملتے ہی بنڈل فوراً بذریعہ سواری گاڑی روانہ کردیا جاتا ہے۔

کٹ پیس کے تاجر تھوک مال کی خریداری کیلئے علیحدہ خط وکتابت کریں

منیجر دی امپیریل یونائیٹڈ کمپنی نکل روڈ کراچی

MANAGER THE IMPERIAL UNITED CO, NICOL ROAD KARACHI

نوٹس زیر دفعہ ۱۲ مطابق قاعدہ نمبر ۱۰
ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

بحکم رائے صاحب لالہ شو شنکر صاحب بہادر
چیئرمین مصالحتی بورڈ گڑھ شنکر

بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ علی اکبر ولد سوہنے خان ذات راجپوت ساکن موضع کاٹھ گڑھ تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور نے درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور دی ہے۔ اور بورڈ نے ۳/۳۶-۲۰ تاریخ بمقام گڑھ شنکر برائے سماعت درخواست مذکور مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مقروض مذکور یا دیگر اشخاص واسطہ دار کو چاہیئے۔ کہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً حاضر ہوں۔ مورخہ ۲/۳۶-۱۵ دستخط (مہر عدالت)

نوٹس زیر دفعہ ۱۲ مطابق قاعدہ نمبر ۱۰
ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

بحکم رائے صاحب لالہ شو شنکر صاحب بہادر
چیئرمین مصالحتی بورڈ گڑھ شنکر

بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جان محمد۔ عبداللہ پسران نبی خان وغیرہ ذات راجپوت ساکن موضع کھمور تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور نے درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور دی ہے۔ اور بورڈ نے ۳/۳۶-۸ تاریخ بمقام گڑھ شنکر برائے سماعت درخواست مذکور مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مقروض مذکور یا دیگر اشخاص واسطہ دار کو چاہیئے۔ کہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً حاضر ہوں۔ مورخہ ۲/۳۶-۱۸ دستخط (مہر عدالت)

نوٹس زیر دفعہ ۱۲ مطابق قاعدہ نمبر ۱۰
ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

بحکم رائے صاحب لالہ شو شنکر صاحب بہادر
چیئرمین مصالحتی بورڈ گڑھ شنکر

بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ غنی شاہ ولد کالے شاہ ذات فقیر ساکن موضع بھجووال تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور نے درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور دی ہے۔ اور بورڈ نے ۳/۳۶-۴ تاریخ بمقام گڑھ شنکر برائے سماعت درخواست مذکور مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مقروض مذکور یا دیگر اشخاص واسطہ دار کو چاہیئے۔ کہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً حاضر ہوں۔ مورخہ ۲/۳۶-۳
دستخط (مہر عدالت)

نوٹس زیر دفعہ ۱۲ مطابق قاعدہ نمبر ۱۰
ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

بحکم رائے صاحب لالہ شو شنکر صاحب بہادر
چیئرمین مصالحتی بورڈ گڑھ شنکر

بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ عبیدا ولد بوبا ذات باقندہ ساکن موضع بڈبیروں تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور وغیرہ نے درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور دی ہے۔ اور بورڈ نے ۳/۳۶-۵ تاریخ بمقام گڑھ شنکر برائے سماعت درخواست مذکور مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مقروض مذکور یا دیگر اشخاص واسطہ دار کو چاہیئے۔ کہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً حاضر ہوں۔ مورخہ ۲/۳۶-۱۴ دستخط (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محرم ولد سدا ذات ہمیر سکنہ چک ۲۲۲ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۶-۹ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۲/۳۶-۲۱۔ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سردارا ولد مراد ذات لنگن سکنہ موضع لنگن تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۶-۲۵ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۲/۳۶-۲۱ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی دارا ولد حیات ذات سدھل سکنہ جسو والی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۶-۲۸ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲/۳۶-۲۱ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی اللہ بخش وغیرہ ولد نتار خان ذات بوچ سکنہ تاری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۶-۷ تاریخ پیشی بمقام ۱۸ ہزاری برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲/۳۶-۲۱ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی گامرا ولد کوہڑی ذات بلوچ سکنہ چک ۱۷۵ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳/۳۶-۱۱ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲/۳۶-۳۔ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ۔ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

باجلاس جناب شیخ عبدالغنی صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم خانیوال

جہانو ولد نور محمد قوم متیلا سکنہ چک ۱۰۹/۱۰R تحصیل خانیوال ضلع ملتان فریق اول

بنام

شہباز ولد غلام محمد و مسماۃ جنت بیوہ خان محمد و غلام قادر ولد یار محمد۔ نصیر بخش ولد غلام سرور خان و جمال محمد ولد نصیر خان و مسماۃ غلام فاطمہ بیوہ لکوک و مسماۃ صفی بیوہ احمد و نور محمد ولد گلا و جہان ولد رمضان و فیض بخش و غلام محمد پسران بہادر و احمد ولد قادر بخش و خان محمد ولد محمد بخش و نورن ولد شاہو و عظیم و فتح محمد پسران بلاول و حیات ولد جمال و عظیم خان و حیات خان پسران غلام فرید و نور محمد ولد دلیل خان و باغ علی و فتح محمد پسران رمضان اقوام جٹ متیلا سکنائے چک ۱۰۹/۱۰R و موضع رحیم شاہ ڈاکخانہ جہانیاں تحصیل خانیوال و شام لال ولد کنہیا لال و نرائن داس ولد حاکم رائے و مسماۃ لاڈی بائی بیوہ رسول۔ اقوام اروڑہ چھپڑہ سکنائے ٹبہ سلطان پور تحصیل میلسی ضلع ملتان فریق ثانیان

درخواست تقسیم اراضی کھیوٹ نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸

واقعہ چک ۱۰۹/۱۰R تحصیل خانیوال

مقدمہ مندرجہ بالا میں فریق ثانیان مذکورہ بالا کو عرصہ سے طلب کیا جارہا ہے۔ مگر وہ تاحال حاضر عدالت نہیں ہوئے ہیں۔ وہ دیدہ دانستہ حاضری عدالت سے گریز کر رہے ہیں۔ ان کا برائے تحریر کرانے بیانات برائے ۳/۳۶-۲۸ حاضر عدالت ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت نہ ہوئے۔ تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ ۲/۳۶-۱۸

دستخط حاکم

مہر عدالت

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لاہور ۲۱ فروری۔ آج صبح ۸ ½ بجے فرنٹیر میل کے ذریعہ مسٹر محمد علی جناح جدید تحریک مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں لاہور پہنچے۔ فضاء اللہ اکبر اور محمد علی جناح زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی اور معزز مہمان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر سٹیشن سے باہر لایا گیا۔ جہاں آپ نے مختصر الفاظ میں حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ مسٹر جناح دوران قیام لاہور میں نواب احمد یار خان دولتانہ ایم ایل سی کے مہمان ہونگے۔

لاہور ۲۱ فروری۔ آج شاہی مسجد میں اپنی تقریر کے دوران میں ملک عنایت اللہ نے اعلان کیا کہ مسٹر محمد علی جناح کے ارشاد کے مطابق مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں سول نافرمانی ملتوی کر دی گئی ہے۔

ٹوکیو ۲۱ فروری۔ جاپانی اخبارات کے بیان کے مطابق معلوم ہوا ہے کہ شمالی چین میں جاپانی افواج کی تعداد دوگنی کر دی گئی ہے۔

میڈرڈ ۲۱ فروری۔ ہسپانیہ کے نئے وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ پارلیمنٹ کے افتتاحی اجلاس میں جو ۱۶ مارچ ۱۹۳۶ء کو منعقد ہوگا۔ جو کام سب سے پہلے کیا جائے گا۔ وہ یہ ہوگا۔ کہ ۳۴ء کی بغاوت کے سلسلہ میں تیس ہزار سیاسی قیدیوں یا جلا وطنوں کو عام معافی دیدی جائیگی اس اعلان سے ہسپانیہ بھر میں جوش و مسرت کی لہر دوڑ گئی ہے۔

لاہور ۲۲ فروری۔ پنجاب گورنمنٹ نے گورمکھی کی کتاب سنت خالصہ المعروف بہ مختصر تاریخ نامدھاری ضبط کر لیا ہے۔

لاہور ۲۲ فروری۔ مسٹر محمد علی جناح نے شہید گنج کے سلسلہ میں صلح کے لئے گفت و شنید کا آغاز کر دیا ہے۔ آپ تمام دن مختلف فرقوں کے راہنماؤں کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔ ماسٹر تارا سنگھ۔ سردار ہرنام سنگھ ایڈووکیٹ اور دیگر سکھ لیڈروں سے بھی آپ نے ملاقات کی۔ اور ساڑھے تین گھنٹے تک کانفرنس ہوتی رہی۔ گفت و شنید کو صیغہ راز میں رکھا گیا ہے۔ کل آپ ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب سے ملاقات کریں گے۔

بہاولپور ۲۲ فروری۔ پلیٹکل آفیسر صاحب ریاست بہاولپور اطلاع دیتے ہیں کہ چونکہ ۱۴ جنوری کے اعلان کے بعد جس کے رو سے تمام ریاست کی ہندو سبھاؤں کو خلاف قانون قرار دیا گیا منچن آباد۔ اللہ آباد اور رحیم یار خاں کی ہندو سبھاؤں نے موجودہ ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں کوئی کام نہیں کیا۔ اس لئے نواب صاحب نے ان ہندو سبھاؤں کو مندرجہ بالا اعلان سے مستثنیٰ قرار دیدیا ہے۔

بمبئی ۲۲ فروری۔ بمبئی سے شائع ہونے والے روزانہ مرہٹی اخبار "سوراج" سے چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے دو ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی ہے۔

پٹنہ ۲۲ فروری۔ مسز کملا نہرو کی حالت اب رو بصحت ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو ۱۰ مارچ تک بذریعہ ہوائی جہاز ہندوستان پہنچ جائیں گے

رنگون ۲۲ فروری۔ برما لیجسلیٹو کونسل نے ۲۷ اور ۲۳ ووٹوں کے تناسب سے دوسری دفعہ کرمنل لا امینڈمنٹ ایکٹ مسترد کر دیا۔

نئی دہلی ۲۲ فروری۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ کانگرس پارلیمنٹری بورڈ نے اپنے ایک اجلاس میں عہدوں کے قبول کرنے کے متعلق فیصلہ کر دیا ہے۔ اگرچہ باضابطہ کوئی ریزولیوشن پاس نہیں کیا گیا تاہم ممبروں کی رائے ہے۔ کہ مسٹر گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو کے دہلی آنے پر عہدوں کے قبول کرنے کے متعلق باضابطہ فیصلہ کیا جائے گا۔

اوساکا (جاپان) ۲۲ جنوری۔ آج جاپان میں زلزلہ کا ایک شدید جھٹکہ محسوس کیا گیا۔ تار اور ٹیلی فون کے سلسلے درہم برہم ہوگئے۔ معلوم ہوا ہے کہ تین اشخاص ہلاک ہوئے متعدد مکانات کو آگ لگ گئی۔

برلن ۲۲ جنوری۔ جرمنی میں سازش کے الزام میں دس پادریوں اور ۵۴ دیگر رومن کیتھولک عہدیداروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

میڈرڈ ۲۲ جنوری۔ عام انتخابات میں نمایاں کامیابی کی وجہ سے سوشلسٹ اور کمیونسٹ اظہار مسرت کر رہے ہیں۔ بعض مقامات پر کمیونسٹوں نے لوگوں پر سختی بھی شروع کر دی ہے۔ ایک علاقہ میں فسادات کی وجہ سے متعدد اشخاص ہلاک اور مجروح ہوئے۔ وہاں مارشل لا نافذ کر دیا گیا ہے کمیونسٹوں نے ان علاقوں میں کیتھولکس کے گرجوں کو نذر آتش کر دیا۔

بمبئی ۲۲ جنوری۔ آج بمبئی میں آلہ زلزلہ نما نے زلزلہ کا جھٹکا محسوس کیا۔ زلزلہ بمبئی سے ۱۵۷۰ میل کے فاصلہ پر شروع ہوا۔

لاہور ۲۲ فروری۔ مجلس نیلی پوشاں امرتسر کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی۔ یہ اجلاس اخبار کے اس فعل کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ انہوں نے لاؤڈ سپیکر دینے سے انکار کر دیا جو کہ شاہی مسجد میں لگانے کے لئے ان سے مانگا گیا تھا۔

پیرس ۲۲ فروری۔ فرانس کی پارلیمنٹ میں اعتدال پسند پارٹی نے مطالبہ کیا۔ کہ کمیونسٹوں کے طرز عمل کے متعلق اطلاع دی جائے۔ اس کے جواب میں وزیر اعظم ایم ہیریٹ نے کہا۔ کہ میں کسی قسم کی فوری اطلاع بہم نہیں پہنچا سکتا۔ اس پر چیمبر میں شور و شر برپا ہوگیا۔ بالآخر ہاؤس نے وزیر اعظم پر اعتماد کا ووٹ پاس کر دیا۔

لنڈن ۲۲ فروری۔ برما کے آئندہ گورنر مارسیلز کی بندرگاہ سے ۱۷ اپریل کو سوار ہو کر عازم برما ہونگے۔

برلن ۲۲ فروری۔ معلوم ہوا ہے حکومت جرمنی کے خیال میں فرانس اور روس کے درمیان میثاق معاہدہ لوکارنو کی صریح خلاف ورزی پر مبنی ہے۔ جرمنی نے اپنے ایک تازہ اعلان میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ اس کے نزدیک فرانس اور روس کا معاہدہ اور میثاق لوکارنو دو متضاد چیزیں ہیں۔ اور اب بھی وہ اس بات پر قائم ہے۔

نئی دہلی ۲۲ فروری۔ ۱۹۳۶ء کی گرمیوں میں فرانس کی ایک جماعت کوہ قراقرم کی مہم کا ارادہ رکھتی ہے۔ حکومت ہند اور حکومت کشمیر نے اس مہم کی اجازت دیدی ہے۔ فرانسیسیوں نے دو چوٹیوں پر پہنچنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ دونوں چوٹیاں چھبیس چھبیس ہزار فٹ بلند ہیں۔

لنڈن ۲۲ فروری۔ دارالعوام میں سر جان مانی کی اس رپورٹ کے متعلق جو انہوں نے حبشہ اور اٹلی کے تنازعہ کے موضوع پر جون ۱۹۳۵ء میں دفتر خارجہ کو بھیجی تھی۔ اور جس کے اقتباسات اطالوی اخباروں نے شائع کئے ہیں۔ حکومت پر سوالات کی بوچھاڑ کی گئی اس رپورٹ میں لکھا گیا تھا۔ کہ حبشہ سے برطانیہ کے خاص مفادات وابستہ ہیں۔ لارڈ لانسبری نے کہا۔ کہ جب تک ایوان کو حقائق سے پوری طرح واقفیت نہ ہو جائے۔ اس وقت امور خارجہ پر بالواضح بحث نہیں ہو سکتی۔ مسٹر بالڈون نے کہا۔ مجھے اس مسئلہ پر غور کرنے کی اجازت دیجئے۔ اور فی الحال مجھے جواب دینے سے معذور سمجھئے۔

نئی دہلی ۲۲ فروری۔ ۲۰ فروری کو ہز ہائی نس سر آغا خان نے اینگلو عربک کالج کے ہال میں اردو کے مشہور شاعر غالب کی تصویر کی نقاب کشائی کی۔

یافہ ۲۲ فروری۔ یافہ کے حاکم اعلیٰ نے جنوبی فلسطین کے عرب قائدوں کو تنبیہہ کی ہے کہ وہ کسی قسم کا مظاہرہ نہ کریں نہ جلوس نکالیں اور نہ جلسے منعقد کریں بیان کیا جاتا ہے کہ قائدین نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا ہے اور جیل جانے کو ترجیح دی ہے

ڈیسی ۲۲ فروری۔ جنوبی میکالے کی لڑائی کے متعلق راس مولاگیتا نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں وہ لکھتا ہے کہ ۱۲ فروری کی صبح سے ۱۷ فروری تک مختلف جنگوں میں حبشیوں کے نقصانات ۷۴۱ ہلاک اور ۸۲۴ زخمی تھے اس اعلان کے آخر میں یہی جرنیل لکھتا ہے کہ ۱۶ فروری کی رات کو ۱۵۰۰ اریٹیرین فرار ہو کر اسلحہ اور بارود کے ساتھ میری فوج میں آملے۔

حیدر آباد ۲۲ فروری۔ معلوم ہوا ہے مسز سروجنی نیڈو کی صاحبزادی مس لیلامنی نیڈو حیدر آباد دکن میں نائب معتمد امور خارجہ مقرر ہوئی ہیں۔

لاہور ۲۲ فروری۔ روزنامہ "سیاست" جو تحریک شہید گنج کے سلسلہ میں بند ہو گیا تھا عنقریب جاری ہو جائے گا۔ گورنمنٹ نے مالکان اخبار کو کہا۔ کہ وہ یکم مارچ تک نئی ضمانت داخل کر دیں۔

اسمارہ ۲۲ فروری۔ مارشل بڈوگلیو کے آخری کمیونک سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۰ فروری سے اطالویوں نے سات سو پچیس میل رقبہ پر قبضہ کر لیا ہے۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی